Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۰ المحرم الحرام ۱۳۵۵ھ | نمبر ۱۵ و ۱۶

مختصر نوٹ

نور اور نور کے ناظرین

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالا رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کے ذریعہ خاکسار ایڈیٹر نور کو اللہ کریم نے جو محض اپنے فضل و کرم سے تبلیغ اسلام کی ٹھوس خدمات کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور اس کے جو نیک نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ خیر خواہان ملت سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ دوستوں کا فرض تھا کہ وہ ایک مجاہد بھائی کی حوصلہ افزائی کے لئے نہ صرف یہی کہ قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم اور گورمکھی سیرت میں عملی حصہ لیتے بلکہ نور کی توسیع اشاعت میں بھی خاص ہمدردی فرماتے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ کہ جنہیں نور کی توسیع اشاعت یا قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم۔ اور گورمکھی سیرت کی خریداری کیلئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

مباحثات کا مضر اثر

تبلیغ بہت حکمت کو چاہتی ہے۔ تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مباحثات تبلیغ کیلئے بسا اوقات بہت ضرر رساں ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ مباحثات میں اکثر طرفین کو اپنے اپنے خیالات کی پیچ ہو جاتی ہے۔ اگر کسی نے سمجھنا ہوتا ہے تو بھی نہیں سمجھتا۔ تبلیغ کیلئے بہترین صورت ٹھوس تبلیغی لٹریچر جو حق و حکمت پر مبنی ہو کی اشاعت ہے ساتھ ہی دوسرے درجہ پر انفرادی گفتگو ہے۔ اور تیسری منزل پر پبلک لیکچر ہیں۔ ان سب باتوں میں بڑی بات بہترین اخلاق کا اظہار اور دوسرے کے جذبات کا احترام ہے۔ ورنہ نتائج برعکس ہوں گے۔ شیریں کلامی تبلیغ کیلئے سونے پر سہاگہ ہے اور عملی ہمدردی اس پر چار چاند لگا دیتی ہے۔ کیونکہ تبلیغ ایک ایسی ٹیڑھی کھیر ہے کہ جس سے یہی نہیں کہ ہم نے اپنی برہان سے دوسرے کو خاموش کرنا ہے بلکہ اس کے دل پر اثر ڈالنا ہے۔ دلائل خاموش کرا سکتے ہیں۔ مگر دل پر اثر ہی کوئی نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ ہمدردی کو چاہتا ہے۔

میرا آئندہ پروگرام

جیسا کہ میں پہلے نور کے کسی پرچہ میں عرض کر چکا ہوں کہ لگاتار کئی سالوں کی دماغی محنت سے مجھے ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہو چکا ہے۔ اور ڈاکٹروں کا مشورہ یہی ہے کہ میں کچھ عرصہ کے لئے دماغ کو آرام دوں۔ اس لئے میرا منشا ہے کہ میں تین چار ماہ تک اپنے آپ کو زیادہ دماغی محنت میں نہ ڈالوں۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہندی سیرت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گورمکھی سیرت کی تکمیل ہے۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کچھ ہدایات بھی مجھے عطا فرمائی ہیں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک تو اس بیماری سے آرام دے۔ اور دوم دینی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

آریہ مذہب پر ایک تنقیدی نظر

نمبر ۲

۱۲۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۶ میں شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ جو شخص دھرم چھوڑ ادھرم کرے اس کو بلا تامل مار دینا چاہئے یعنے ایسے شخص کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔

تنقید:۔ یہ صاف ظاہر بات ہے کہ آریہ سماج کے نزدیک ویدوں پر عمل کرنا دھرم اور اس کے خلاف ادھرم ہے۔ مثلاً ویدوں کا ماننا دھرم۔ اور جو لوگ ویدوں کے قائل نہیں ہیں وہ ادھرمی۔ اب ادھرمیوں کے لئے یہ سخت حکم ہے کیا اس سے بڑھ کر بھی کہیں سختی کی تعلیم ہوگی۔ محض کسی کو اپنے خلاف عقیدہ رکھنے کے لئے ایسی سزا دی جائے۔ اور سزا دینے والوں کو ایسا دلیر کر دیا جائے کہ وہ بلا تامل بدون اسے سمجھائے یا آگاہ کئے موت کے گھاٹ اتارنے پر آمادہ ہو جائے کیسی سخت تعلیم ہے ایک خدائی مذہب کیلئے تو دلائل اور براہین کی ضرورت ہے۔ اس لئے تو قرآن مجید نے یہ تعلیم دی ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ۔ یعنی دین اور مذہب کے معاملہ میں کوئی سختی نہیں۔ دلائل اور براہین سے قائل کرو۔

۱۳۔ پھر اور ملاحظہ ہو۔ یجروید ۱۳ ادھیائے منتر ۱۲، ترجمہ شری سوامی دیانند صاحب۔ اے اقبال مند راجہ تو سعادتمندی حاصل کر۔ اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال۔ جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے۔ اس کو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی طرح ادھر جلا کہ جدھر سے اس کی ہوا بھی نہ آوے۔

تنقید:۔ محض مخالف عقیدہ رکھنے والے کے لئے کس قدر سخت سزا کو روا رکھا گیا ہے۔ ایسی سختی تو کوئی مذہب بھی روا نہیں رکھتا۔ سیلف ڈیفینس یا اپنا بچاؤ کرنا ایک دوسری بات ہے۔ جسے ہر ایک معقول پسند روا رکھے گا۔ مگر محض مخالف عقیدہ رکھنے والے کے لئے یہ سزا۔ اور پھر کسی روحانی کہلانے والی کتاب میں یہ تو حد سے زیادہ تعجب اور حیرت کی جا ہے۔

۱۴۔ پھر یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۲۸ میں شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں "اے راجہ جیسے تو بروں کو رلانے والا ہے۔ ویسے میں بھی ہو جاؤں۔

تنقید:۔ اب یہ "میں" کس ضمیر کی طرف اشارہ کرتی ہے صاف ظاہر ہے کہ ویدوں کے بنانے والے کی طرف۔ ہمارے آریہ دوستوں کے نزدیک ویدوں کا اتارنے والا خود ایشور ہے۔ تو پھر کیا ایشور کو راجہ کے نمونہ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ تو دریں صورت راجہ بڑا ہوا یا پرمیشور۔ اور اگر کہا جائے کہ "میں" سے مراد کوئی عام آدمی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ویدوں کے نزول کے وقت عام آدمی اور راجے مہاراجے موجود تھے۔ تبھی تو ایک آدمی راجہ کی پیروی کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ تو دریں صورت صاف ظاہر ہے۔ کہ وید شروع دنیا میں نازل نہ ہوئے۔ بلکہ ویدوں کا نزول اس وقت ہوا۔ جبکہ عام آدمی اور راجہ مہاراجہ موجود تھے۔ تو اب آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہاں گیا۔ کہ وید آدسرشٹی یا شروع دنیا میں نازل ہوئے۔ اگر اس "میں" سے ایشور مراد ہو۔ تو بھی صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف یہی کہ ایشور راجہ کا نمونہ اختیار کرتا ہے۔ بلکہ ویدوں کے نازل ہونے کے وقت راجہ وغیرہ موجود تھے۔ اور اگر "میں" سے مراد عام آدمی لیا جاوے۔ تو بھی صاف ظاہر ہے کہ ویدوں کے اترنے کے وقت راجہ مہاراجہ موجود تھے دونوں طرح سے قدامت وید نہیں رہتی۔

۱۵۔ پھر اور ملاحظہ ہو۔ یجروید باب ۱۰ منتر ۱۰۔ یجروید باب ۱ منتر ۱۱۔ باب ۱۰ منتر ۱۲۔

"اے راجہ تو دشمن کو چڑھائی کر۔ اور دشمنوں کو جیت۔ اے راجہ تو مغرب کی فتح سے مال اسباب اور دولت فراواں حاصل کر۔ اے راجہ تو شمال کی طرف چڑھائی کر۔

تنقید:۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ویدوں کا نزول اس وقت ہوا۔ جبکہ راجہ اور اس کے دشمن موجود تھے۔ اب آریہ سماج کا یہ کہنا۔ کہ وید آدسرشٹی میں نازل ہوئے۔ یہ واقعات اور ویدوں کی تعلیم کا صریح انکار ہے۔

۱۶۔ یجروید باب ۷ منتر ۳۷۔ شری سوامی دیانند صاحب ترجمہ کرتے ہیں "اب راجہ تو دشمنوں کا ناش کرنے میں بیخوف وغیرہ ہے۔ خدائی دلوانے والے جہاد کی میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں۔ خاص کرتا ہوں جہاد کے لئے۔ اور جس طرح ہوا بادلوں کو منتشر کر دیتی ہے۔ اور سورج ہر شے کا ست کھینچ لیتا ہے ویسے ہی تو بھی ہر شے کا ست پی۔

تنقید:۔ ہمارے آریہ دوست جہاد کے متعلق مسلمانوں پر بے علمی کی وجہ سے اکثر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی جہاد محض ڈیفینس اور اپنے بچاؤ کے لئے ہے مگر مذکورہ بالا منتر میں محض مخالف عقیدہ ہونے کی وجہ سے جہاد کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہر دو صورتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیا ہمارے آریہ دوست اب بھی اسلامی جہاد پر جو محض اپنے بچاؤ کے لئے ہے۔ اعتراض کیا کرینگے۔

۱۷۔ شری سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۶ میں فرماتے ہیں "جب معلوم ہو جائے کہ فوراً لڑائی کرنے میں کسی قدر تکلیف ہوگی۔ اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ہوگی۔ تب دشمن سے مل کر وقت مناسب صبر کریں۔

تنقید:۔ اب یہ صریح چالاکی ہے۔ سیاست میں تو ایسی سب باتیں جائز ہیں۔ مگر دھرم اور مذہب جس میں خالص روحانیت اور صداقت اور صاف دلی کی ضرورت ہے۔ اس میں ان باتوں کو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہیں رکھا جاتا۔ اگر ستیارتھ پرکاش ایک سیاسی کتاب ہے۔ پھر تو یہ اور ایسی سب باتیں جائز ہیں۔ اور اگر ستیارتھ پرکاش ایک مذہبی کتاب ہے۔ پھر یہ ایک مذہبی کتاب کی شان سے بعید ہے۔

۱۸۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۵ میں شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں "اب ادبار بخت آریوں کی سستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں تو راج کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اس وقت آریوں کا کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہیں ہے جو کچھ ہے اس کو بھی غیر ممالک والے پامال کر رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں۔ جب بُرے دن آتے ہیں۔ تب ملک کے رہنے والوں کو کتنی طرح کی تکالیف بھوگنی پڑتی ہیں۔ کوئی کتنا ہی کرے۔ لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے۔ وہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی غیر ملکوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے۔

تنقید:۔ اب جائے غور ہے کہ خالص مذہبی کتاب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان باتوں سے کیا سروکار۔ اس کی تعلیم تو محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی ہونی چاہیئے۔ اور حقیقی گیان اور معرفت پر مبنی ہونی چاہیئے۔ یہ باتیں تو صرف سیاسی کتابوں کا ہی حصہ ہو سکتی ہیں۔ ایسی باتوں کو مذہبی امور سے کیا سروکار۔

۱۹ ارستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۷ پر شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ "انہوں نے یعنی برہمو لوگوں نے انگریز۔ مسلمان چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں کی۔ انہوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ کھانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائیگا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار تو کہاں الٹا بگاڑ ہوتا ہے"

تنقید:۔ اب تعجب اور حیرت کی جا ہے کہ مسلمان جو روزانہ پانچ وقت وضو کرتا۔ اور نماز پڑھتا ہے۔ تقویٰ اور طہارت کی اشد ترین پابندی بجالاتا ہے۔ وہ ہمارے آریہ دوستوں کے نزدیک چنڈال اور اس قابل نہیں کہ اس سے چھو کر کھانا کھایا جاسکے۔ مگر ایک ایسا شخص جو کروڑہا دیوتاؤں کے آگے سر جھکاتا ہے "پنج گویہ" جس کی شدھی (طہارت) ہے۔ وہ ہمارے آریہ دوستوں کے نزدیک مقدس اور پوتر ہے۔ بیشک یہ عجائبات عالم میں سے ہے۔

شذرات

تناسخ کا بودا پن

گذشتہ دنوں دہلی کی رہنے والی ایک شانتی دیوی نامی لڑکی کی زبان سے بعض ایسی باتیں ظاہر ہوئیں تھیں جن کو سن کر تناسخ کے قائلین مارے خوشی سے آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ اس کے متعلق سناتن دھرم کالج لاہور کے پروفیسر برج نرائن صاحب ایم۔اے نے مزیدار نکتہ چینی کی ہے۔ چنانچہ اپنی نکتہ چینی کے ضمن میں صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "پھر سوچو اگر آواگون (تناسخ) ہے تو سب کے لئے ہے۔ شانتی دیوی کا نرالہ پنر جیون ناممکن ہے۔ اگر شانتی دیوی کی طرح سب کا پچھلا جنم ہوا ہے۔ اور موجود جنم پنر (دوبارہ) جنم ہے۔ تو ہندوستان یا دنیا کی آبادی جو آج ہے۔ اس سے زیادہ یا کم از کم اتنی ہی پہلے ہونی چاہیئے تھی۔ آبادی کا بڑھنا۔ اور ہزاروں سال سے برابر بڑھتے رہنا۔ آواگون کے قیاس کی تردید کرتا ہے"

بات معقول ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر آواگون صحیح ہے تو چاہیئے تھا کہ سب لوگوں کو یا سب لوگوں میں سے کثرت کو اپنے پہلے جنم کا علم ہوتا۔ اور اس کے لئے شانتی دیوی کی تخصیص جو محض اس کے قوت متخیلہ پر مبنی ہے کوئی وزن نہیں رکھتی۔

آریہ سماج اور اچھوت

آریہ سماج کو ویسے تو اچھوت ادھار کا بڑا دعویٰ ہے مگر یہ سب زبانی ہی جمع خرچ ہے۔ چنانچہ یکم مارچ کا پرکاش اچھوتوں کو مساوات دینے کے دعووں کا اس طرح اظہار کرتا ہے "ان کے لئے سکول کھولے جارہے ہیں۔ ان کے لئے مندروں کے دروازے وا ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے کنوئیں کھودے جارہے ہیں" کیا کنوؤں کے کھودنے سے مساوات مل سکتی ہے؟ آخر اچھوت بچارے پہلے بھی تو پانی پیتے ہی ہیں۔ آریہ سماج کے اہتمام سے جو کنوئیں کھودے جائیں گے۔ ان کنوؤں کے پانی کو کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہوگا۔ یا ان کنوؤں کے پانی میں کسی خاص قسم کی دوائی کی ملاوٹ ہوگی۔ جس کے پینے سے یا نہانے سے اچھوت برہمن بن جائیں گے۔ اچھوت چاہتے ہیں مساوات اور آپ کھودتے ہیں ان کے لئے کنوئیں۔ بات بنے تو کیسے؟ یہ امر واقعہ ہے کہ سوائے اسلام کے اچھوتوں کو اور کوئی مذہب مساوات نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اسلام کا ہی یہ عقیدہ ہے اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم میں وہی معزز جو زیادہ نیک۔

اپنی بے بسی کا اعتراف

اسی مضمون میں مساوات دینے کے متعلق پرکاش اپنی بے بسی کا بایں الفاظ اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "قانونی طور پر ورن بیوستھا اسی وقت سنگھٹت (منظم) ہو سکتی ہے۔ جبکہ آریوں کا راجیہ (سلطنت) ہو۔ لیکن جنم پرگن کو ترجیح دے کر ہم اسے اپنے عمل سے قائم کر سکتے ہیں" آریہ سماج کا یہ کہنا کہ جب تک ہماری اپنی سلطنت نہ ہو ہم اچھوتوں کی مشکلات کو حل نہیں کر سکتے۔ یہ اپنی بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھوتوں کو انسانی حقوق حاصل کرنے کے لئے اس وقت تک کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ آریوں کو اپنی سلطنت حاصل نہ ہو گویا ع تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود یعنی اچھوتوں کے لامحدود صبر کا کیسا زبردست امتحان ہے باقی آریہ سماج کا یہ کہنا۔ کہ "جنم پر گن کو ترجیح دے کر ہم اسے اپنے عمل سے قائم کر سکتے ہیں"۔ یہ محض طفل تسلی ہے۔ جو آریہ سماج پچاس سال کے عرصہ میں اسے قائم نہیں کر سکا۔ وہ اب کیا کر سکتا ہے۔ جبکہ جوش ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ ہاں اگر مساوات دے سکتا ہے تو اسلام ہی۔ جس کا عملی نمونہ اس کے قول کا شاہد ہے۔ لہذا اگر اچھوتوں کو اپنی مشکلات کا حل مطلوب ہے۔ تو انہیں فوراً اسلام کے سایۂ رحمت تلے آجانا چاہیئے۔

ویدوں کے تراجم

۸ مارچ کا پرکاش لکھتا ہے کہ "مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آریہ سماج کا یہ فرض ہے۔ کہ جس گرنتھ کو وہ ایشوری گیان (خدائی کلام) سمجھتا اور بتاتا ہے۔ اسے سنسار مانز (بنی نوع انسان) تک پہنچانے کا پورا پورا تین (کوشش) کرے۔ اور اس کا ایک ڈھنگ یہ ہے کہ وید کا سرل بھاشیہ (عام فہم ترجمہ) ہو جسے سرو سادھارن (عام لوگ) سمجھ سکیں۔ انجیل اور قرآن کے ماننے والوں کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ رہا ہے۔ کہ جس گرنتھ کو تم ایشور کا گیان بتاتے ہو۔ اس کا انوواد (ترجمہ) ہمارے سامنے رکھو" غیر مذاہب کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے۔ ایک طرف آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ بنی نوع انسان کی نجات ویدوں کے پڑھنے اور عمل پر ہی منحصر ہے۔ اور دوسری طرف آریہ سماج غیر مذاہب اور ان کی کتب مقدسہ پر نہایت شوخی اور بے باکی سے حملہ آور ہوتا ہے۔ مگر اپنی طرف سے اسوقت تک اردو زبان میں کسی وید کا مستند ترجمہ پبلک کے سامنے نہیں رکھ سکا۔ اور آریہ سماج کی اس بے بسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر پبلک اس نتیجہ پر پہنچے کہ خود آریہ سماجی بھی ویدوں کے پڑھنے پڑھانے سے معذور ہیں

دیکھانہ بھالا صدقے گئی خالا۔ کی عملی تصویر ہیں۔ تو یقیناً ایسا کہنے والے حق بجانب ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سناتنی اور اچھوت

پچھلے دنوں جگت گورو شنکر آچاریہ اور پنڈت مالویہ اچھوتوں کے حق میں پراپیگنڈا کے لئے ناسک گئے۔ وہاں کے سناتن دھرمیوں کو جگت گورو شنکر اچاریہ اور پنڈت مالویہ کا یہ طریق کار ایسا ناگوار گذرا۔ کہ انہوں نے شنکر اچاریہ کو پیٹنے اور پنڈت مالویہ کو گالیاں دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ اگر موقع پر پولیس نہ پہنچتی تو خدا جانے یہ معاملہ کہاں تک طوالت کھینچتا۔ میں کہوں گا کہ اچھوت ادھار کی مخالفت کرنے میں سناتن دھرمی حق بجانب ہیں۔ کیونکہ ان کے گرنتھ ان کو یہی ہدایت کرتے ہیں۔ اور جب تک یہ گرنتھ موجود ہیں اچھوت ادھار کی تحریک خواب وخیال سے بڑھ کر اور کوئی حقیقت نہیں رکھ سکتی۔ اگر ہندو لیڈر حقیقتاً اچھوتوں کی اصلاح چاہتے ہیں اور ان کے بھلے میں ہیں تو سب سے پہلے انہیں یہ چاہئے کہ وہ ایسی کتابیں یا گرنتھ جو انسانوں کو اچھوتوں کا درجہ دے کر بعض حالات میں انہیں حیوانوں سے بھی گراتی ہیں۔ ان کتابوں کو فوراً اور ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو ان طفل تسلیوں سے نہ تو اچھوت ہی خوش ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اچھوت ادھار لیڈروں کا مقصد ہی پورا ہو سکتا ہے

اچھوتوں پر غصہ

۱۳ مارچ کا جاگرت لائل پور لکھتا ہے کہ بمبئی کے علاقہ میں ڈاکٹر امبید کار کے ساتھی اچھوتوں نے ان دنوں جو طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں نہ تو ہندو دھرم میں کوئی شردھا ہے۔ اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو ہندو سمجھتے ہیں۔ اس ہولی کے موقع پر انہوں نے ہندو دھرم کا ایک بت بنا کر اسے دھرم گرنتھوں کے ساتھ نذر آتش کر دیا۔ اور ساتھ ہی ہندو دھرم مردہ باد کے نعرے لگائے۔ اس قسم کی کارروائیوں کے کرنے والے کیا ہندو کہلائے جانے کے مستحق ہیں؟"

بات تو ٹھیک ہے مگر بقول پرتاب ۱۸ مارچ "دیکھنا یہ ہے کہ اس کے ہم ابھی تک اس بات کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے کہ اچھوت ہمارے دھارمک اُتسوؤں (مذہبی تقریبوں) میں شامل ہو سکیں"۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہو کہ ہندو کہلانے والے اچھوتوں کو اپنی مذہبی تقریبوں میں بھی شامل ہونے کی اجازت نہ دیں۔ تو اس صورت میں اگر بیچارے اچھوت ہندو دھرم سے بیزاری کا اظہار کریں تو انہیں کون الزام دے سکتا ہے؟

قضیہ شہید گنج

شہید گنج کے قضیہ نے جس بدترین رنگ میں ملک کی فضاء کو مکدر کر رکھا ہے وہ ہر ایک بہی خواہ امن کیلئے گہری تشویش کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ریس نے شروع شروع میں نور اور الفضل کے ذریعہ اسکے متعلق بعض تجاویز خیر خواہان ملت کے سامنے رکھی تھیں۔ اگر اس وقت فریقین ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرتے تو غالباً نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ اب بھی ضرورت ہے کہ فریقین جوش اور جذباتی حالت سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل سے اس کا حل تلاش کریں۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں فضا اس سے بھی زیادہ نہ بگڑ جائے۔ ہم نے دیوار بدیوار رہنا ہے۔ جب تک ہم ایک دوسرے کے لئے رواداری ہمدردی اور ایثار سے کام نہیں لیں گے تو اس قضیہ کا کوئی تسلی بخش حل ہی میسر آ سکیگا۔ اور نہ ہی ہمارے تعلقات خوشگوار ہو سکیں گے۔ جن کا بحیثیت پڑوسی کے ہونا نہایت ضروری ہے۔

تعلیم یافتہ طبقہ اور ہندو دھرم

۱۵ مارچ کا پرکاش لکھتا ہے کہ "تعلیم یافتہ طبقہ تو نئے خیالات کی رو میں بہ کر دھرم سے بالکل بے مکھ (گمراہ) ہو چکا ہے"۔ آریہ سماج کو یہ فخر ہے کہ وہ ایک تعلیم یافتہ جماعت ہے۔ تو اس صورت میں پرکاش کا یہ وضع کردہ اصول تعلیم یافتہ آریہ جماعت پر بھی ٹھیک بیٹھتا ہے یا نہیں؟ اور جب ہم آنجہانی سوامی شردھانند اور پروفیسر رام دیو کے ان بیانوں پر جاتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر نہ تو ویدوں کو مانتے ہیں اور نہ ہی خدا کو۔ تو پرکاش کے اس وضع کردہ اصول کے غلط ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔ اور یہ بات ہے بھی درست۔ کیونکہ کسی تعلیم یافتہ انسان کی عقیدت ویدوں وغیرہ پر قائم نہیں رہ سکتی۔ گو آریہ سماج نے انہیں بہت حد تک کتر بیونت سے کام لیا ہے۔ مگر پھر بھی اصلیت اصلیت ہی ہے۔ وہ عارضی رنگ و روغن سے تھوڑی دیر تک کے لئے تو چھپ سکتی ہے۔ مگر زیادہ دیر کیلئے نہیں

نت کا رونا

اس عنوان سے ۱۹ مارچ کا پرتاب لکھتا ہے کہ "پنجاب میں فرقہ پرستی کا بیج بونے میں لیجسلیٹو کونسل کا سب سے زیادہ حصہ ہے"۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ فرقہ پرستی کے بانی موجودہ ستیارتھ پرکاش کے چند آخری ابواب ہیں جن میں غیر مذاہب پر بہت دل دکھانے والی نکتہ چینی کی گئی ہے جسے پڑھ کر اور سن کر دل کو ایسی گہری چوٹ لگتی ہے۔ کہ ایک دفعہ منجمد خون میں بھی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نکتہ چینی نہ ہو۔ مگر ایسے طریق کے ساتھ جو برداشت کی جا سکے۔ اگر آریہ سماج اب بھی ستیارتھ پرکاش کے آخری ایک دو بابوں کی مناسب اصلاح کر سکے تو یقیناً وہ ملک پر ایک بے نظیر احسان کرے گی۔

کیا اس سے اچھوتوں کی مشکلات حل ہو سکیں گی؟

۲۰ مارچ کا جاگرت لکھتا ہے کہ "۷ مارچ کو پنڈت مالویہ جی نے ناسک میں ایک سو پچاس ہریجن مردوں اور عورتوں کو شو منتر دیکشا دی"۔ اب سوال یہ ہے کہ اس شو منتر کی دیکشا سے کیا اچھوتوں کی مشکلات حل ہو جائیں گے۔ اور اعلیٰ کہلانے والے ہندو ان سے چھوت چھات چھوڑ دیں گے؟ یقیناً نہیں تو پھر اس اڈمبر کا فائدہ ہی کیا۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ اگر اچھوتوں کے درد کی کہیں دوا میسر آ سکتی ہے تو صرف اسلام میں ہی۔ جہاں نہ کوئی برہمن ہے اور نہ شودر۔ کل مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

تبلیغ کا سب کو حق ہونا چاہئے

۲۰ مارچ کا جاگرت لکھتا ہے "مسلمان اچھوتوں کو مسلمان بنانے کیلئے ڈورے ڈال رہے ہیں اور خفیہ طور پر زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور اس مقصد کیلئے تحریری و تقریری پرچار جاری ہے"۔ مجھے تعجب ہے کہ اگر ہندو اس کام کو کریں تو وہ کار خیر اور اصلاح کہلائے اور اگر مسلمان کریں تو وہ ڈورے ڈالنے والے بنیں۔ حالانکہ تبلیغ اور پرچار کا سب کو یکساں حق ہونا چاہئے۔ جسطرح سناتنیوں اور آریوں وغیرہ کو یہ حق ہے کہ وہ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے کوشش کریں ویسا مسلمانوں کو بھی یہ حق ہے کہ وہ بھی سعی تبلیغ سے کام لیں۔ باقی کہلوانے اچھوت یہ خود فیصلہ کریں گے کہ انہیں کونسا مذہب انسانی حقوق دے سکتا ہے۔ اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روح اور مادہ کی ازلیت پر آریہ صاحبان سے چند سوال

پہلا سوال:۔ کیا آپکی الہامی کتاب میں روح و مادہ کے ازلی ہونے پر کوئی دلیل پائی جاتی ہے۔ اگر پائی جاتی ہے۔ تو پیش کریں؟

دوسرا سوال:۔ اگر روح و مادہ کو ازلی مان لیا جاوے تو ایسے عقیدہ سے وہ دونوں قدامت اور ازلیت میں اور واجب الوجود ہونے میں خدا تعالیٰ کے شریک ہوں گے۔ یا نہیں؟ اگر کہو کہ وہ شریک ہو جائیں گے۔ تو پھر خدا تعالےٰ من کل الوجوہ واحد نہیں رہے گا۔ اور اس کی وحدانیت باطل ہو جائیگی۔ اگر کہو کہ ایسا ماننے سے وہ شریک نہیں ہیں تو یہ بدیہی البطلان ہے۔

تیسرا سوال:۔ اگر روح و مادہ کو ازلی مان لیا جائے تو تمام انسانوں اور حیوانوں کو واجب الوجود اور ازلی ماننا پڑے گا۔ اور دنیا کی سب اشیاء خدا ہوں گی۔ وجہ یہ کہ روح و مادہ جبکہ خدا تعالیٰ کی طرح واجب الوجود ہوئے۔ یعنی اپنے وجود میں کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ تو جو چیز ان سے مرکب ہو گی وہ بھی واجب الوجود ہو گی۔ ظاہر ہے کہ جب ۲ عدد ہیں اور ۴ بھی عدد ہیں تو ان کے جمع کرنے سے جو حاصل ہو گا۔ وہ بھی عدد کہلائے گا۔

چوتھا سوال:۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ روح و مادہ ازلی ہیں۔ اور خدا کی مخلوق نہیں۔ تو خدا کو محتاج ماننا پڑے گا۔ مثال کے طور پر ایک پنسل ہے جو کہ دو چیزوں سے مرکب ہے لکڑی اور سکہ سے۔ اور ایک اس کا مرکب ہے جس نے اسے ترکیب دی ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ سیسہ اور لکڑی موجود تھی۔ تو مرکب نے پنسل بنا دی۔ اگر لکڑی اور سیسہ موجود نہ ہوتا تو وہ پنسل نہ بنا سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ مرکب پنسل پنسل بنانے میں سیسہ اور لکڑی کا محتاج ہے۔ بعینہٖ اسی طرح روح مادہ کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ روح و مادہ موجود تھے جو خدا نے ان کو انسان وغیرہ بنا دیا۔ اور بر تقدیر عدم موجودگی روح و مادہ کے لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کچھ بھی پیدا نہ کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ خدا موجوداتِ عالم کے بنانے میں روح و مادہ کا محتاج ہے۔ اور جو محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

پانچواں سوال:۔ روح و مادہ کو پیدا کرنا اور عدم سے وجود میں لانا ایک کمال ہے۔ اور تمام کمالات خدا کو حاصل ہیں کیونکہ وہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ اس کو کوئی صفت حاصل نہیں۔ تو اس طرح پر وہ سرب شکتیمان کہلانیکا مستحق نہ ہو گا۔ اور نہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہو گا۔ اور ماننا پڑیگا کہ کوئی اُس سے بھی بڑھ کر اور ایک ہستی موجود ہے جس نے اس میں یہ نقص رکھا ہے۔ کیونکہ ایک کمال کا کسی میں نہ پایا جانا نقص ہے۔ اور خود بخود کوئی بھی اپنے میں نقص روا نہیں رکھتا پھر اس طریقہ سے یا تو دور و تسلسل لازم آئیگا یا شریک الباری ماننا پڑے گا۔ اور یہ دونوں محال ہیں۔

چھٹا سوال:۔ کہ روح و مادہ کی صفات تغیر پذیر ہیں۔ مثلاً روح کی صفات میں سے ایک علم بھی ہے۔ بچپن میں علم اور ہوتا ہے۔ پھر جوانی کی حالت میں بچپن سے زیادہ علم حاصل ہو جاتا ہے جو بچپن میں نہیں ہوتا۔ پھر اسی طرح ترقی کرتے کرتے یہاں تک کہ پھر وہ حالت آجاتی ہے کہ کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ پس جبکہ ان کی صفات تغیر پذیر ہیں۔ اور ازلی کی صفات تغیر پذیر نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ جو ازلی ہو گا اُس کی صفات بھی ازلی ہوں گی۔ وہ تغیر پذیر نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ مسلمہ قضیہ ہے کہ جو متغیر ہو وہ حادث ہوتا ہے۔

ساتواں سوال:۔ کہ روح مادہ میں جو خاص صفات پائے جاتے ہیں وہ محدود ہیں۔ جیسے کہ انسان کی دو آنکھیں ہیں۔ عند العقل ممکن تھا کہ چار آنکھیں ہوتیں۔ دو آگے اور دو پیچھے۔ اور مثلاً ایک سر ہے۔ عند العقل ممکن تھا کہ دو سر ہوتے علیٰ ہذا القیاس باقی اور صفات بھی۔ اسی طرح نفس ناطقہ انسانی بھی ایک خاص درجہ میں محدود ہے۔ اور وہ بغیر کسی کے سکھانے کے خود بخود مجہولات کو دریافت نہیں کر سکتی۔ اور پھر کوئی ایسا انسان دنیا میں موجود نہیں ہے جو یہ دعوےٰ کرے کہ میں تمام علوم میں کامل ہو گیا ہوں۔ پس ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ فضائل جو عند العقل انسان کے لئے ہونے چاہئیں تھے۔ وہ کس وجہ سے ان مراتب سے محروم ہے۔ آیا خود اپنی رضامندی سے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کوئی بھی اپنے پر نقص روا نہیں رکھتا۔ یا بوجہ ان کے حادث ہونے کے اور ان کا کوئی خالق ماننے سے۔ کیونکہ اگر یہ خود بخود اور ازلی ہوتے۔ تو ان کی صفات میں نقص نہیں ہونا چاہئے تھا۔

آٹھواں سوال:۔ اگر روح و مادہ ازلی ہیں۔ اور موجوداتِ عالم ہمیشہ سے چلی آتی ہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ پرلے کے بعد جب سرشٹی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک سرشٹی کے بعد پرلے۔ تو آیا جب سے یہ سلسلہ چلا ہے۔ تو گذشتہ سرشٹی کے پرلے بعد سرشٹی ہو گی۔ پھر اس سرشٹی کے پرلے کے بعد جو سرشٹی ہو گی۔ پھر اس کے پرلے کے بعد ایک سرشٹی آیا آئندہ آنے والی تین سرشٹیوں کے آنے سے سرشٹیوں کی تعداد میں زیادتی ہو گی یا نہیں۔ اگر کہو کہ زیادتی نہیں ہو گی تو یہ غلط بات ہے۔ کیونکہ جبکہ ایک چیز موجود نہیں تھی اور اب موجود ہو جائے تو ضرور زیادتی ہو گی۔ اور بر تقدیم عدم موجودگی کے سرشٹیوں کی تعداد میں کمی ہو گی۔ اور جو کمی اور جو کمی اور زیادتی کو قبول کرے وہ ازلی نہیں ہوا کرتی۔ پس ماننا پڑے گا کہ موجوداتِ عالم کا سلسلہ ازلی نہیں ہے۔

نواں سوال:۔ اگر روح و مادہ کو ازلی مان لیا جائے تو خدا تعالیٰ ان کا حقیقی مالک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حقیقی ملک تو کسی چیز کے پیدا کرنے سے ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ مانتے ہیں کہ خدا ان کا خالق نہیں ہے۔ پھر دوسرا ذریعہ ملک کا یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کو قیمتاً خرید کر ملک بنایا جائے۔ یا یہ کہ ایک سلطنت دوسری سلطنت سے جنگ کر کے غالب آجاتی ہے اور ان علاقوں پر قابض ہو جاتی ہے۔ اگر آپ ان صورتوں کو اختیار کریں۔ تو خدا کی ملکیت کا مفہوم انسان کی ملکیت سے بڑھ کر نہیں ہو گا۔ سو آپ خدا کو تو منہ سے مالک حقیقی قرار دیتے ہیں۔ لیکن وجہ ملکیت نہیں بتاتے۔ کہ کس وجہ سے وہ مالک حقیقی کہلایا؟

دسواں سوال:۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ روح و مادہ ازلی ہیں۔ اور خدا کی مخلوقات سے نہیں ہیں۔ اور خدا نے صرف انہیں جوڑ جاڑ دیا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جب خدا نے انہیں ملایا تو انہیں کیا بنایا تھا۔ پہلی صورت اگر سب کو انسان بنا دیا تھا تو یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ انسان کی بقاء اور اشیاء پر ہے۔ اس لئے ان اشیاء کا جو انسانوں کی زندگی کے لئے ضروری ہیں یا پہلے پایا جانا ضروری ہے اگر کہو کہ سب کو انسان نہیں بنایا تھا۔ بلکہ کسی کو گھوڑا کسی کو انسان۔ تو پھر یا تو ان کے پہلے گناہوں کے بدلے میں خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہو گا۔ یا بغیر گناہوں کے۔ اگر کہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ بغیر گناہوں کے تو پھر یہ غلط ہے۔ یا بقول آپ کے ظلم ہے۔ اگر کہو کہ پہلے انہوں نے علیحدگی کی حالت میں گناہ کئے ہوئے تھے تو یہ عقلاً غلط ہے۔ کیونکہ جب وہ خود بخود عمل کر سکتے تھے۔ تو ان کو کس وجہ سے ملایا گیا۔ نیز مشاہدہ ہے کہ روح و مادہ علیحدہ رہ کر کوئی عمل نہیں کر سکتے۔ پس سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کو ان کا خالق مانا جائے۔ اور اپنی حکمت کے ماتحت ہر ایک چیز کو بنایا ہے۔ اور کون سی صورت ہے؟

گیارھواں سوال:۔ آریہ صاحبان ہم سے سوال کیا کرتے ہیں۔ اس بات کے مانتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ روح و مادہ کا مالک ملانے سے ہوا۔ کہ ان کو جوڑ جاڑ دیا۔ پھر کیسے اعتراض کیا کرتے ہیں کہ روح و مادہ کا خالق خدا ہے تو اس خلق سے پہلے کیا کرتا تھا۔ اور کس کام میں مشغول تھا۔ پھر ان کا جوڑنا اور ملانا بہ حدوث کو چاہتا ہے۔ اور موجودات عالم کی ثولیت کو توڑتا ہے۔

بارھواں سوال:۔ ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ارواح بے انت ہیں یا محدود۔ اگر کہیں بے انت اور غیر محدود ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ جبکہ انکی قرارگاہ محدود ہے تو ظرف کی تحدید مظروف کے محدود ہونے کو مستلزم ہے۔ اگر کہیں کہ محدود ہیں۔ تو پھر عقلاً یہ بات درست ہے کہ خدا موجودات عالم کے پیدا کرنے میں ان کا محتاج ہے۔ اور وہ سرب شکتیمان نہیں بلکہ عاجز ہے کیونکہ اگر وہ تمام ارواح کو دنیا میں بھیج دے۔ اور اس کے پاس کوئی روح نہ رہے تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور ہاتھ ہی ملتا رہ جائیگا تو ایسا عاجز اور محتاج خدا خدا نہیں ہو سکتا۔

وید اور قرآن کا مقابلہ

پیشتر اس کے کہ میں وید اور قرآن کی تعلیم کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کروں کہ وید میں توحید وغیرہ نہیں پائی جاتی۔ میں ناظرین کو یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی جلی کے پہنچا۔ اس میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ ہر ایک سورۃ کے شروع میں اس کا نام اور نزول کا مقام لکھا ہے۔ اور جن کے وسیلہ سے ہم کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی ہے وہ آیت آیت کا شان نزول اور صحیح صحیح معنی اور پورا پورا مطلب بھی بیان کر گئے ہیں۔ اب کوئی ایسا دقیقہ باقی نہیں کہ جس کی حل ہونیکی ضرورت ہو۔ اور صحاح ستہ کے علاوہ قدیمی تفسیریں بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ جن سے جملہ مطالب و مقاصد قرآنی بآسانی حل ہو سکتے ہیں۔ قرآن شریف میں پہلے نبیوں اور آسمانی کتابوں کا ذکر مجملاً بیان ہوا ہے۔ تماشائے قدرت کے اظہار کے واسطے یا بغرض عبرت جو جو امثال و قصص بیان ہوئے ہیں ان کے پڑھنے اور سننے سے پتھر دل بھی نرم ہو جاتے ہیں۔ اور بندگان خدا کو نہایت عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اور سلام اور شارع اسلام کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے اور ہر ایک کتاب اور صحیفہ نے آنے والے رسولوں کی بشارتیں اور شہادتیں دی ہیں۔ جن سے ہر ایک کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے۔ تعصب اور نفسانیت کی راہ سے اگر کوئی نہ مانے تو وہ ایسا ہے۔ جیسا کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا۔ لیکن میں نے جہانتک مطالعہ کیا ہے مجھے کوئی ایسا لفظ یا فقرہ اس میں کوئی نہیں ملا جس سے وید یا اگنی وایو اور اوت اور انگرہ جی وید کے رسولوں کا پتہ لگے۔ اور نہ وید سے ہی توریت اور توریت کے رسولوں کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید اور وید کے رشیوں کو الہامی کتابوں سے لگاؤ ہی نہیں۔ مگر ژند وستا کا مضمون ویدوں میں ضرور پایا جاتا ہے علاوہ بریں ژندی اور پنجابی زبان کے الفاظ ویدوں میں اس قدر بھرپور ہیں کہ جس سے عقلمند آدمی یقیناً جان سکتے ہیں کہ پنجاب کے نو وارد ژندیوں کی بنائی ہوئی پوتھیاں ہیں کیونکہ جو ان کے معتقدات اور خیالات تھے وہی ان میں مذکور ہیں۔ آتش پرستی۔ عنصر پرستی وغیرہ کے علاوہ ان میں توحید کی تعلیم مطلق نہیں۔ اگر ہے بھی تو وہی ہمہ اوست کا مضمون جو کہ بت پرستی کی اصل بنیاد ہے۔

آسمانی کتابوں کی پرانی تفسیروں میں مفسروں نے بت پرستوں اور گوناگوں فرقوں کی بہت کچھ تردید لکھی ہے۔ اور میں نے جہانتک ان تفسیروں کو پڑھا ہے۔ مجھ کو اس فرقہ کی بابت کوئی مضمون ان میں نظر نہیں آیا۔ اور ایسے ہی تاریخ کی کتابوں میں انگرائی۔ ادیتوی۔ اگنوی۔ وایوی گوتی۔ اتھروی۔ سامی۔ یجروی کسی فرقہ کو نہیں لکھا۔ اور نہ ہند کی پرانی پوتھیوں میں فرقہ اس نام سے مشہور و مذکور ہوا ہے۔ جس سے بوضاحت ثابت ہے کہ ایسے ایسے خیالات کے لوگ سابق میں نہیں گذرے (اور بالفرض اگر کسی نواح میں گذرتے بھی تو ضرور ایک دوسرے سے ایسے ٹکر کھاتے جیسے کہ بیاس جی کا زردشتی ہونا پارسیوں کی کتابوں میں مذکور ہے) جیسے اسلام اور اناجیل والے اس دیس میں شروع سے وارد ہیں۔ ویدک دھرم والے بھی عرب اور عجم وغیرہ ملکوں میں ہر طرف نظر آتے۔ ایک چھوٹے سے خطہ ہند میں نہ پڑے رہتے۔ اور دور دراز ملکوں کے سفر کرنے کی ممانعت منو وغیرہ شاستر نہ لکھتے۔

وید کی نسبت چند لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا کے شروع میں چار بزرگوں پر بغیر اس کے کہ انہوں نے پہلے بھی جنم لیا ہو۔ یا پہلے جنم میں کوئی ایسی کرنی کی ہو کہ جس کے باعث ان پر وید اتارے جائیں۔ پرمیشور نے جانے کیا سمجھ کر خلقت کی ہدایت کے واسطے اس زبان میں کہ جسکو انہوں نے کبھی سنا اور بولا نہ تھا ویدوں کو ان کے دلوں میں الہام فرمایا (خدا جانے وہ کیسے سمجھے ہوں گے) جنکی موت اور پیدائش کا حال تاریخ کے صفحہ ہستی میں مطلق نہیں۔ جس خوبصورتی کے ساتھ پران والوں نے بیان کیا ہے۔ اس کے کہنے سے تو نہ کہنا۔ اور سننے سے نہ سننا ہی بھلا ہے۔ وہ حالات اگر سچے ہیں تو چپ ہی بھلی۔ اگر یہ غلط ہے تو بے شک ان میں ویدوں کا اظہار ہوا ہوگا۔ جس میں بیرونی شہادت کی اشد ضرورت ہے۔ اور وہ دے تو کون دے۔ اگر گوتم رشی یا گوبلکیہ یا وشسٹ یا منو جی بیان کریں تو اس کو کون تسلیم کرے۔ جس زمانہ کا یہ تذکرہ ہے اس وقت کا ہی شاہد ہونا چاہیئے بلکہ اس سے بھی پہلے کا۔ بلکہ اس وقت کا جس وقت کہ نارائن جی مہاراج پانی میں رہتے تھے۔ اور اس کارخانہ کے اینٹ چونہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ دیکھو منو کے پہلے ادھیا کا دسواں شلوک

آپو نارا اتی پر دکتا آپو دئی نرسونوہ تاید
سیانم پوردم تین نارائنہ سمر تہ۔

ترجمہ:۔ سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے ہیں۔ اس دنیا کا بنانے والا پہلے اس سے چونکہ پانی میں رہتا تھا۔ اس واسطے اس کو نارائن کہتے ہیں (اور نارائن جی کا چھپر سمندر میں ہوتا تو بھاگوت کے پہلے ادھیا سے بھی ثابت ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ امر بھی تحقیق طلب ہے کہ ان رشیوں کے پر میشور کو کونسی خصلت یا عادت پسند آگئی تھی کہ ان پر وید اتارے گئے - اور آجتک پونے دو ارب سال سے لے کر کسی دوسرے کو وہ کیوں میسر نہیں آئے - اور یقین واثق تو یہ تھا کہ ان رشیوں کے برابر کوئی شخص کرنی میں اگر اتر جاتا - یا کسی اور میں انہی کی خصلت یا عادت پائی جاتی تو پانچواں وید بھی ضرور نازل ہوتا . . . . پھر سکوت نہ لگی رہتی کسی نہ کسی وقت ضرور بول اٹھتا - ایک ہی نسخہ سے سب بیماریوں کا علاج نہ کرتا - زمانہ کی حالت اور مزاجوں کے تغیر و تبدل دیکھ کر پورے حاذق کی طرح ضروری نسخہ بدلتا اور برحق بدلتا - اس کے علاوہ یہ امر ابھی تک معلوم و منکشف نہیں ہوتا کہ وید شروع میں کس چیز پر لکھا گیا تھا - متعدد نسخے تیار ہوئے تھے یا ایک ہی تھا - اور کون سی زبان میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ پھیلا تھا - اور پرانوں میں جو لکھا ہے کہ برہما جی کے پاس سے وید بارہا چور چرا کر لے گئے - اور پر میشور بری اور بھلی صورتیں بدل بدل کر بڑی بڑی محنتوں اور مشکلوں سے ان سے چھین لایا یہ قصے کہاں تک صحیح ہیں - اگر بالکل غلط ہیں تو وید بھی ماننے کے قابل نہیں - کیونکہ اس کے محافظ اور راوی بھی آجتک وہی پرانک ہیں - کہ جن کو آریہ جھوٹے قرار دیتے ہیں - اور دیکھئے پنڈت دیانند کے نزدیک وید سنسکرت زبان میں پرکاشت ہوئے - اور وہ اس زمانہ میں بولی نہیں جاتی تھی - جس سے لازم آیا کہ جن رشیوں پر وید اترتے تھے ان کی سنسکرت کے علاوہ کوئی اور بولی تھی دیکھو ستیارتھ پرکاش جس سے سنسکرت کی قدامت باطل ہوتی ہے - مگر جس طرح وید کا الہامی ہونا آریہ ثابت نہیں کر سکتے اسی طرح اگنی انگرہ پر ویدوں کا نازل ہونا بھی قدیم پستکوں سے نہیں پایا جاتا - جس سے مہاشوں کا یہ خیالی دعویٰ ہی دعویٰ معلوم ہوتا ہے - اور اگر بفرض محال ان کا ملہم ہونا تسلیم کر دیا جائے تو میں خیال کرتا ہوں بلکہ یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان رشیوں نے خداداد کلام کا ترجمہ اپنی اپنی زبان میں ضرور کیا ہوگا بلکہ ایک آدھ تفسیر بھی اس چیز پر لکھی ہوگی کہ جس پر وید لکھے گئے تھے - وید والے اس وقت ان ترجموں یا تفسیروں کو اگر عالم میں تلاش کریں تو امید قوی ہے کہ پوری پوری کتاب نہیں تو آدھی آدھی یا اسکا کچھ حصہ ضرور ہی کہیں نہ کہیں سے نکال لائیں گے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے - اگر کہیں سے بھی دستیاب نہ ہو سکے تو پھر بیچارے رشیوں پر اتہام باندھنے سے باز آئیں -

لیکھرام کے نزدیک شروع میں سنسکرت بولی جاتی تھی - جس میں مذکورہ رشیوں کو وید الہام ہوئے - اس صورت میں آپ نے اول تو اپنے گورو رشی دیانند جی کا خلاف کیا - اور سنسکرت زبان میں وید نازل کرنے کے سبب خدا کو متعصب ٹھہرایا - جو رشی دیانند جی کے نزدیک درست نہیں بلکہ دوسرے تمام وید والوں کے خلاف یہ ایک نیا دعویٰ بے دلیل قائم کرنے کے سبب اپنے پر خلقت کو ہنسایا - اور یہ بھی یاد رہے کہ محض الہام کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ جس پر خواہ مخواہ یقین کر لیا جائے - اس کے ساتھ ظاہری باطنی صداقتوں اور شہادتوں کا ہونا ضروری ہے . . . . اور وید کے رشیوں کی رسالت اور صداقت اور نیک چلنی پر کوئی دلیل محکم اور واثق شہادت لائیے جس سے انکا راست باز ہونا اور الہامی ہونا ثابت ہو جائے - ورنہ دعویٰ بے دلیل قابل سماعت نہ ہوگا -

اب صاحبان ذرا وید کی اندرونی حقیقت پر بھی غور فرمائیے - وید گنتی میں چار اور دو قسم پر منقسم ہیں - ایک منترا دوسرا برہمنا - منترا تو چند بھجنوں اور خیالات کا مجموعہ ہے - اور برہمنا میں بجز قصوں اور کہانیوں کے کچھ نہیں - اور وید کے کل حصوں کا طرز تحریر جدا جدا ہے - رگ کے آٹھ اشٹک یعنی حصے ہیں - اور ہر اشٹک میں کئی کئی ادھیا (باب) اور ہر ایک ادھیا میں کئی کئی انواک (فصل) ہیں - اور ہر ایک انواک میں کئی کئی سکت (دفتر) ہیں - اور ہر ایک سکت میں کئی مختلف وزنوں کے رچا یعنی شعر ہیں -

یجروید میں باب ہیں - اور سام وید میں اس کے پیچھے آرنک کے نام سے ایک تتمہ بھی لکھا ہے - اور اتھروید میں باب اور کانڈ ہیں - جن کی ترتیب اور طرز عبارت سے عقلمند آدمی خود بخود سمجھ سکتے ہیں کہ وید ایک نہیں آٹھ ہیں - اور ایسے شاعروں کے بنائے ہوئے ہیں کہ جن سے ایک سکت یعنی پورے دس حصہ میں بھی ایک وزن میں مقفیٰ اور باہم مربوط نہیں ادا ہو سکتے - مثلاً رگوید کے دس ہزار شعر ہیں - اگر غور سے پڑھو اور سنو تو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاؤ - ربط اور وزن کا پتہ کہیں بھی نہ پاؤ گے - پہلا مصرعہ اگر چار حروف کا ہے تو دوسرا بیس حرف کا ضرور ہوگا اور تیسرا اس سے بھی لمبا - اور بعض تو اتنے لمبے ہیں کہ پڑھنے والے کا سانس ٹوٹ جائے اور مصرعہ نہ چھوٹے . . . . پھر اس عجیب شاعری کو خدا کی طرف نسبت دینا - ظاہر حالات سے آراستہ و پیراستہ جاننا قابل غور ہے - اور اگر فی الواقع خدائے ناظم کی شاعری ایسی ہی ہوتی ہے تو بندے اچھے رہے کہ موزون اور مربوط تو بیان کرتے ہیں -

وید پر ایمان لانے والوں نے ہر سکت کے سر پر لکھ دیا کہ یہ سکت فلانے رشی کا بنایا ہوا اگنی وغیرہ دیوتاؤں کی تعریف میں ہے - اس میں اتنے شعر اس وزن کے ہیں - اور اتنے اس وزن کے - جس کا جواب بعضے یہ دیتے ہیں کہ جس رشی پر جونسا سکت الہام ہوا - اسی کا نام اس کے سر پر لکھا گیا - درحقیقت وید الہامی ہے کسی کی تصنیف نہیں (شاید لاکھوں پر الہام ہوا ہوگا) کیا اس صورت میں وید الہامی ہو سکتا ہے -

اور یہ قول کہ وید ابتدائے آفرینش میں اگنی وغیرہ پر نازل ہوا تھا غلط ٹھہرتا ہے - اگر اس زمانہ کے چند وید خوانوں کی طرح وید کی تقسیم مذکورہ بالا سے انکار کر کے شروع سے اخیر تک وید کے کل حصوں سے سارے کانڈ اور ادھیائے وغیرہ اس طرح نکال ڈالیں کہ جس طرح سوامی دیانند جی نے شری گنیشائے نمہ کو ویدوں کے شروع سے رخصت کر دیا ہے - اور دعائیہ جملوں کو بھی امر یا نہی مان لیں تو وید نئی طرز کا ایک ایسا مجموعہ ہو جائیگا کہ جیسا پنڈت دیانند کا ترجمہ کیا ہوا یجروید ہے - جس سے مصنف کا اصلی مطلب فوت ہوا اور ہر ایک مترجم کا کام بخوبی نکل آئے -

اگر وید کی ترتیب مذکورہ کو حذف نہ کریں - اور جیسا کہ پہلے سے چلا آتا ہے ویسے ہی رہنے دیں - تو قصائد تغنیہ اور چند بھجنوں کا مجموعہ ہونے میں اس کے کلام نہیں - پھر اس کو کلام الٰہی ماننا - اور احکام شرعیہ میں اس سے استدلال کرنا بھی کسی مصلحت سے خالی نہ ہوگا -

وید والوں کو وید کی اصلیت میں سخت اختلاف اور تردداتِ درپیش ہیں - کوئی ایک اور کوئی تین کا قائل اور کوئی چاروں سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہے - کوئی برہما کا بچن - اور کوئی دوسرے رشیوں کا کہا ہوا - اور کوئی ایسور کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوا سے نکلے ہوئے۔ کوئی بیاس جی کے بنائے ہوئے بتاتا ہے۔ کوئی راجہ یدھشٹر کے حکم سے اور گوتم رشی جیسے بزرگوں کے جمع کئے ہوئے بیان کرتا ہے۔ نیز وید میں جن سے التجا کی گئی ہے وہ ۳۳ مذکر اور ۳۳ ہی مؤنث کل ۶۶ بتلاتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ جنہوں نے آتش پرستی اور قربانیوں کی رسم جاری کی تھی یہ ان کے نام ہیں۔ انواح پشاور کے ایک دیہاتی پنڈت کا قول ہے کہ یہ سب نام کیا مذکر اور کیا مؤنث ایک پرمیشور کے ہیں (. . . . . کہ ۶۶ سے آگے گنتی نہیں چلتی اس کی کیا وجہ ہے) اور ان ناموں کی نسبت میں جہانتک خیال کرتا ہوں مجھ کو دیوتاؤں اور دیویوں اور کواکب عناصر وغیرہ موجودات کے نظر آتے ہیں۔ اگر ایک آدھ جگہ پرمیشور کا بھی آگیا ہو تو کیا عجب ہے۔

صاحبان یہ وید کی حقیقت تھی جو مختصر ختم ہوئی۔ اب میں اپنے اصل دعوے کی طرف رجوع کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ توحید وید میں ہے یا قرآن میں۔ اس کے لئے اگلے نمبر کا انتظار کیجئے

پندرہ ہزار اچھوتوں کا اجتماع ۱۵

اچھوت اور مسلمان ایک دسترخوان پر

یکم مارچ کو جناب سیٹھ ابراہیم دادا صاحب بانی نمازی فوج۔ جناب محمد اسد صاحب نومسلم مبلغ اسلام آسٹریلین۔ جناب محمد بیگ صاحب سیکرٹری نمازی فوج۔ جناب قاضی محمد حسین صاحب گھے۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب سورتی کمیٹی سے تشریف لائے تھے۔ اور پونا سے مولانا عبدالکریم صاحب۔ مہاشہ مولانا سید محمد ابراہیم صاحب قادری معہ رفقاء تشریف لائے۔ نیز بھیمڑی کے تجار اور ناسک کے رہنمایان قوم بھی تشریف لائے تھے۔

ڈاکٹر امبیدکر صاحب ٹھیک ۵ بجے معہ رفقاء کے نیوتل پہنچے۔ راستہ میں قصبہ تلجا کے مسلمانوں اور اچھوت قوم نے ڈاکٹر صاحب کے استقبال کے لئے شاندار پنڈال بنوایا تھا۔ جہاں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ آپ قصبہ تلجا سے روانہ ہو کر ٹھیک ۵ بجے نیوتل تشریف لائے۔ اور آپ کو جناب شیخ صادق صاحب جو انجمن اصلاح المسلمین نیوتل کے ایک پُرجوش کارکن ہیں۔ آپ کے دولت خانہ پر ٹھہرایا گیا۔ اور وہاں سے آپ کا ایک ایسا شاندار تاریخی جلوس نکالا گیا جو کہ اپنی آپ نظیر تھا۔ جلوس اسلامی عظمت کا وہ ایمان افروز اور اتحاد نواز منظر پیش کر رہا تھا جو باشندگان نیوتل نے کیا چشم فلک نے بھی دیکھا نہ ہوگا۔ جس کے ہر دس دس قدم پر مسلمانان نیوتل نے ٹولیوں کی شکل میں جمع ہو کر ہر محلہ میں ڈاکٹر صاحب کا استقبال کیا۔ اور ڈاکٹر صاحب کو پھول پہنائے اور آپ کے ساتھ ہر دس قدم پر جلوس کی عطر وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اور جلوس روانگی کے وقت اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے روانہ ہوا تھا۔

بھیمڑی سے بھیمڑی والے سیٹھ کی آمد

صبح ۹ بجے بھیمڑی والے سیٹھ معہ رفقاء کے نیوتل پہنچے اور صدیق سیٹھ صاحب کے دولت خانہ پر مقیم ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد جملہ رہنمایان ملت نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ آج ۱۰ بجے ڈاکٹر امبیدکر صاحب کی خدمت میں مبلغ اسلام محمد اسد اللہ صاحب نومسلم آسٹریلین اور مہاشہ عبدالکریم صاحب کو اخوت اسلام اور توحید اسلام پر تبادلہ خیالات کے لئے روانہ کیا جائے۔ چنانچہ مبلغ اسلام اسد اللہ صاحب اور مہاشہ عبدالکریم صاحب کے ساتھ جملہ رہنمایان ملت ڈاکٹر امبیدکر کے پاس پہنچے۔ اور ڈاکٹر صاحب سے توحید اسلام و اخوت اسلام پر تبادلہ خیالات فرمایا۔ ڈاکٹر امبیدکر صاحب تعلیم اسلام سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ دوران گفتگو میں اخوت اسلام اور توحید اسلام کی تعریف فرماتے۔

مسلم وفد سے ڈاکٹر صاحب نے نہایت اخلاق کیساتھ تبادلہ خیالات فرمایا۔ تبادلہ خیالات کے بعد ڈاکٹر امبیدکر صاحب کو بھیمڑی والے سیٹھ کی موٹر میں بٹھا کر اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں ڈاکٹر امبیدکر صاحب کی تقریر کے لئے اچھوت قوم نے ایک شاندار پنڈال بنوایا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کو پہنچانے کے بعد مسلم وفد مع رفقاء کے جناب صدیق سیٹھ صاحب کے دولت خانہ پر آیا۔ اور تناول طعام کے بعد ظہر کی نماز ادا کی۔ ظہر کی نماز کے بعد جملہ رہنمایان ملت ڈاکٹر امبیدکر صاحب کے جلسہ میں تشریف لے گئے جہاں تقریباً پندرہ ہزار اچھوت اور پانچ ہزار مسلمان جمع تھے۔ جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔

ڈاکٹر امبیدکر کی تقریر

ڈاکٹر امبیدکر صاحب نے اس عظیم الشان جلسہ میں کامل ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ جوش سے پُر تھا۔ آپ کی تقریر کے ہر حصہ میں پُرجوش تالیوں سے پنڈال گونج جاتا تھا۔ آپ کی ولولہ انگیز تقریر نے اچھوت قوم میں حیات و زندگی کا ایک جذبہ پیدا کر دیا۔

آپ نے دوران تقریر میں فرمایا یہ اونچی ذات کے لیڈر ہم سے جو کچھ کہتے ہیں وہ سراسر فریب ہے۔ مہاتما گاندھی اور اسی قسم کے دوسرے لیڈر ہندوؤں نے ہم کو ایک بار نہیں لاکھ بار دھوکہ دیا۔ یہ لوگ دنیا کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے ہم کو یہ کہتے ہیں کہ ہم اچھوت قوم کو اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ کھلائیں گے۔ اپنی لڑکیاں دیں گے۔ اپنے مندروں میں پوجا کرنے دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ سب جھوٹ تھا۔ جس میں ان کا فتنہ پرور فریب پوشیدہ تھا۔ جس کو وہ بھی اپنی مکاریوں کے باوجود چھپا نہ سکے۔ ہم نے ایک بار نہیں لاکھ بار ان کو اپنا دشمن پایا۔ اور دشمن بھی جانی دشمن!

یہ ہماری قوم کے خون کے پیاسے ہیں۔ جابجا انہوں نے ہماری قوم پر خونی حملے کئے ہیں۔ اور ہم کو ذلیل ہی نہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر سمجھتے رہے۔ اس کے باوجود ہم نے انتہائی ذلت کو برداشت کر کے ان کا ساتھ دیا پھر بھی یہ ہمارے نہ ہوئے۔ ہم نے مجبوراً ان سے اپنا رشتہ علیحدہ کر لیا۔ کیونکہ ان میں شامل رہنے سے ہمارا نقصان ہی نقصان تھا۔ آج ہم ان کی مکاریوں اور فریب کاریوں سے بہت زیادہ واقف ہو چکے ہیں۔ ان کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ نیوتل ہی کی اونچی ذات کے ہندوؤں کو دیکھ لو۔ کہ ان کا تمہارے ساتھ کیا طرز عمل ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہاری اسی سبھا میں ایک بھی اونچی ذات والا ہندو نہیں ہے۔ تمہاری سبھاؤں میں ہندو اس لئے نہیں آتے کہ وہ اپنی ذات سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تم ان کی نظر میں ایک ذلیل سے ذلیل شے ہو۔

وہ تمہیں جانور سے بدتر تصور کرتے ہیں۔ برخلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

البانیہ

جغرافیائی اور تاریخی حالات

یورپ میں صرف البانیہ ہی ایک اسلامی حکومت ہے جو مستقل اور خود مختار ہے۔ اٹلی کا اثر و اقتدار اس میں زیادہ ہے۔ رقبہ چالیس ہزار کیلومیٹر مربع ہے

حدود اربعہ

شمال کی جانب ژیگوسلافیہ۔ شرق و جنوب کی جانب یونان غربی جانب بحر ایڈریاٹک واقع ہوئے ہیں۔ پایہ تخت تیرانہ ہے۔ آبادی ۱۹۲۳ء کی مردم شماری کے حساب سے ۸۱۴۳۴۳۰۸ آدمیوں کی ہے۔ جن میں ۱۸۲۰۵۱۔ اور تو ڈکس ہیں۔ ۹۳۸۷۴۸ رومن کیتھولک ۳۳ یہودی۔ باقی سب مسلمان ہیں۔ جو کہ امام ابو حنیفہ کے پیرو ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی زیادہ تعداد۔ اٹلی۔ یونان اور امریکہ میں مقیم رہتی ہے۔ بڑے بڑے اور مشہور شہر یہ ہیں۔ سکوتاری۔ غور تیزا۔ لبصان۔ بیرات۔ فالونہ۔ دراج۔ السیسیو وبہ وغیرہ۔

یہاں کے باشندوں کی مادری زبان البانی ہے۔ جو کہ یورپی اور ہندی لغات سے مشترک ہے۔ اس زبان کو اہل ملک نے ۱۸۷۹ء میں لاطینی حروف میں لکھنا شروع کیا۔ علاقہ تمام تر پہاڑی ہے۔ باشندے عموماً بہادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ ملک یورپ میں واقعہ ہے۔ لیکن باشندے زیادہ تر قبائلی اوصاف سے متصف ہیں۔ گذر اوقات زیادہ تر زراعت پر ہے۔ اپنے ملک کی پیداوار یہاں کے باشندے اپنے دیگر ہم وطنوں کو جو کہ یونان۔ اٹلی اور امریکہ میں مقیم ہیں تجارتی اجناس کے طور پر روانہ کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں ان ممالک میں فروخت کرتے ہیں۔ فوجی خدمات جبری ہیں۔ سپاہ ۵۰۰۰ ہے۔ پولیس ۳۵۰۰۔ فوج و پولیس کے انتظام میں ایک صدر انگلین افسر ہے۔ نظام حکومت خود اختیاری ہے۔ موجودہ حکمران احمد ماتی زوغو الاوّل ہے

احمد ماتی زوغو الاوّل کی پیدائش و تربیت

مؤرخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء مات شہر میں جو ان کے قبیلہ کی مستقل اقامت ہے۔ پیدا ہوئے۔ والد کا نام جمال پاشا ماتی زوغو ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ خانم طوطلیانی ہے۔

بچپن سے جوانی تک شہر مات میں رہے۔ اور اسی جگہ نشوونما پائی۔ پھر استنبول چلے گئے۔ یہاں ان کے والد وزارت حربیہ کے ایک عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ والد نے ان کو غلطہ سرائے مدرسہ میں داخل کیا۔ یہاں سے کامیاب ہونے کے بعد قانون کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ اور اسی قانونی کالج میں جنگِ عظیم کے آغاز تک رہے۔ پھر براستہ ژیگوسلافیہ اپنے ملک البانیہ کو چلے گئے اس وقت البانیہ کا ملک ترکوں کے اثر و اقتدار سے نکل چکا تھا انہوں نے اپنا قیام شہر مات میں کیا۔ اور یہ یہاں کے رئیس قرار پائے۔

تمام حکومت

جنگ عظیم کو غنیمت جان کر البانیہ کے شمالی علاقہ پر قابض ہو گئی اسی طرح اٹلی نے بھی غربی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی بھی غور تیزا میں داخل ہو گئے۔ تمام ملک میں صرف غور تیزا ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں کسی غیر ملکی سپاہ کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ یہاں کے باشندے بڑے بہادر اور شجاع واقع ہوئے ہیں۔ اور کسی غیر ملکی کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتے۔ اور یہ شہر یعنی غور تیزا مات کے علاقہ میں واقع ہے۔ جب احمد بیگ زوغو کو علم ہوا۔ کہ انہوں نے غیر ملکی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور سب کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔

جب ترخان پاشا کی عارضی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ تو ۲ فروری ۱۹۲۰ء کو علاقہ مات کی طرف سے ایک وفد مقرر ہوا۔ اس وقت البانیہ اٹلی کے زیر اثر ہو گیا تھا۔ البانیہ کے باشندوں نے ایک مرکزی مجلس اعلیٰ قائم کی جو چار ممبر پر مشتمل تھی۔ اور صدارت مجلس اعلیٰ کی سلمان بیگ دیفنو کے سپرد کی۔ صدر مجلس اعلیٰ نے ایک وزارت ترتیب دی جس میں احمد بیگ زوغو کو وزیر داخلہ مقرر کیا گیا۔

۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو سلمان بیگ نے وزارت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ پھر احمد بیگ زوغو نے اپنے اثر و اقتدار سے اپنی ریاست میں وزارت قائم کی۔ اور یہ سلسلہ مارچ ۱۹۲۴ء تک قائم رہا۔ پھر یہ اس وزارت کی صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ اور شوکت فرلاشی بیگ اس عہدہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ ان کے معاونین میں سے تھے۔ اس جمعیت کے مقاصد یہ تھے کہ نظام جمعیتہ وطنیہ قائم کی جائے۔ اس جدید انتخاب کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمد بیگ زوغو کے دشمنوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے بغاوت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور جون ۱۹۲۴ء میں بغاوت پیدا ہو گئی۔ اور باغیوں نے سکوتاری پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت احمد بیگ مقابلہ کی تاب نہ لا کر ژیگوسلافیہ کو روانہ ہو گئے۔ ۱۱ جون ۱۹۲۴ء کو فان نولی نے جو کہ بغاوت کا زعیم تھا۔ اور ارتھوڈکس قبیلہ کا پادری تھا۔ اس نے ایک نئی حکومت قائم کر دی۔

احمد بیگ زوغو ژیگوسلافیہ میں اپنا عملی کام کرتا رہا۔ اور وہاں ایک نئی فوج کی ترتیب میں مشغول رہا۔ اور ۱۵ دسمبر ۱۹۲۴ء کو اپنی فوج کو ہمراہ لے کر البانیہ پر حملہ کر دیا۔ اور ۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء کو تیرانہ پر قبضہ جما لیا۔ اور باغی افواج اٹلی کی طرف بھاگ گئیں۔ ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء کو احمد بیگ زوغو نے ایک نئی جمہوریت قائم کی۔ جس نے مجلس وطنی کو فوراً طلب کر کے ایک جدید نظام جمہوری ترتیب دیا۔ اور اس جمہوریہ کا صدر احمد بیگ زوغو مقرر ہوا۔ پھر شروع ستمبر ۱۹۲۸ء میں جمہوریہ کا نظام بدل دیا گیا۔ اور ملوکیت کا نظام قائم ہوا جس کا بادشاہ احمد بیگ زوغو قرار پایا۔

البانیہ کی خود مختاری

ستمبر ۱۹۱۲ء تک البانیہ حکومت عثمانیہ کے زیر اثر تھا۔ اسی دوران میں جنگ بلقان کا آغاز ہوا۔ اور بلقانی کامیابی حاصل کرتے ہوئے مقدونیہ کی سرحد کو عبور کر گئے۔ تو ۲۸ نومبر ۱۹۱۲ء کو البانیہ نے اپنی خود مختار حکومت قائم کی اور فالونا اس کا پایہ تخت رکھا۔ ممالک غیر کے سفیروں نے اس حکومت کو قبول کر لیا۔ شروع دسمبر ۱۹۱۳ء میں اسی جدید حکومت نے اپنے ملک کی حدود بندی بھی کر لی۔ اور ۳ دسمبر ۱۹۱۳ء کو امیر غلیوم ذیلو ڈ نئی حکومت کا رئیس مقرر کر لیا گیا۔ یہ زیادہ عرصہ نہ رہنے پائے تھے کہ ۳ ستمبر ۱۹۱۴ء کو جنگ عظیم کے آغاز میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ پھر ان کی جگہ اسعد پاشا طوطلیانی نائب الملک قرار پائے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۱۸ء کو دراج میں البانیہ کی وطنی جمعیت کا اجلاس ہوا۔ اور جمعیت نے عارضی طور پر خان پاشا کو رئیس مقرر کر لیا۔

۲۰ اگست ۱۹۱۹ء کو اس عارضی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اٹلی کے ساتھ یہ معاہدہ طے پایا۔ کہ البانیہ اٹلی کے زیر اثر رہے گا۔ البانیہ کے باشندوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور ۲ فروری ۱۹۲۰ء کو فی الفور بمقام لشنہ جمعیت وطنیہ کا اجلاس کر کے طرخان پاشا کی حکومت کو منسوخ کر کے ایک مجلس اعلیٰ قائم کی۔ جو چار ارکان پر مشتمل تھی۔ جو اپنا کام سرانجام دیتی رہی پھر فروری ۱۹۲۵ء میں جمہوریت البانیہ قائم ہوئی۔ جس کے رئیس احمد بیگ زوغو مقرر ہوئے۔ شروع ستمبر ۱۹۲۸ء میں جمعیت وطنیہ منعقد ہوئی۔ جس نے جمہوریت کا خاتمہ کر دیا۔ اور ملکی حکومت قائم کر کے احمد بیگ زوغو کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا۔

البانیہ کا نظام حکومت

نظام حکومت بظاہر دستوری اور ملکی ہے۔ مگر دراصل ڈکٹیٹرانہ انداز ہے۔ بادشاہ اپنے ملک میں ہر لحاظ سے آزاد اور خود مختار ہے۔ اس کی ہر آواز پر اہل ملک لبیک کہتے ہیں۔ یہاں کے رئیس وزارت کی بادشاہ کے سامنے کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور نہ رئیس کسی بات کا نفاذ کر سکتا ہے تاوقتیکہ بادشاہ کے احکام اس کے جواز یا عدم جواز میں نہ ہوں۔ یہاں چھ وزارتیں ہیں۔ جن کو داخلیہ۔ خارجیہ۔ حربیہ۔ زراعیہ مالیہ۔ اور عدلیہ سے معنون کیا جاتا ہے۔ ایک پارلیمنٹ ہے جو ۴۷ ارکین پر مشتمل ہے۔ یہ ارکین تین دھڑوں پر منقسم ہیں۔ ایک گروہ کو جماعت حزب الرئیسیہ کہتے ہیں۔ دوسرے کو حزب المتغلبیہ اور تیسرے کو حزب المحافظین کے نام سے پکارتے ہیں۔

(ماخوذ از سلاطین وقائدین اسلام)

ایک اسلامی روشنی سے محروم ملک کے حالات

جہاں جہاں بھی اسلامی روشنی پہنچی ہے۔ خواہ وہاں کے لوگوں نے اسلام کو قبول کیا یا نہ کیا۔ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ تمدنی نقطۂ خیال سے وہاں کے لوگوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ اور اس وقت تک جہاں اسلام کی روشنی نہیں پہنچ سکی یا اگر پہنچی ہے تو برائے نام۔ کیا تمدنی جہت سے اور کیا روحانی نوعیت سے وہاں کے لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے کوہ ہمالیہ وغیرہ کے وہ دور دراز کے مقامات موجود ہیں۔ اسی ضمن میں تبت کے ایک حصہ کے حالات درج ذیل ہیں۔ جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچ سکی۔ یا اگر پہنچی بھی ہے تو برائے نام۔ ایسے ممالک کی ایسی تاریک حالت کو دیکھ کر بیساختہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ جن کی برکت سے اس وقت ہم بہترین تمدن اور بہترین روحانیت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

ایڈیٹر

بہت دور — دنیا کے ایک بلند ترین مقام پر ایک لڑکا ہے۔ جس کی ٹانگوں پر شیر کی کھال کے سے نشان ہیں۔ اس کی بھویں اوپر کو تنی ہوئی ہیں۔ کندھوں کے قریب دو گوشت کے ٹکڑے ابھرے ہوئے ہیں۔ اور ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر یم کا سا نشان ہے۔ اور دانشوران تبت اس لڑکے کی راہ دیکھ رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ایسا لڑکا اس وقت پیدا ہوا ہو جس وقت کہ صاف ستھرے آسمان پر — اس قدر صاف آسمان پر کہ ایک بادل کا ٹکڑا بھی نظر نہ آئے — قوس قزح ظاہر ہو۔ ان دانشوران تبت کو ایسا لڑکا کب اور کہاں ملتا ہے۔ یہ جاننا مشکل ہے لیکن ان کا کام اس قدر اہم ہے کہ وہ دنیا بامید قائم کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے زندگی کے دن اس امید پر گذار رہے ہیں۔ کہ کبھی نہ کبھی ان کی امیدیں بر آئیں گی۔ ان دانشوران تبت کو بدھ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جس مافوق الفطرت ہستی کی وہ راہ دیکھ رہے ہیں وہ ان کا جیتا جاگتا دیوتا دلائی لامہ ہو گا۔ جو ان کے نزدیک مہاتما بدھ کا اوتار۔ محافظ قوم اور تیس لاکھ باشندگان تبت کا حکمران کہلائیگا۔ تبت ایک ایسا خطہ زمین ہے جو دلچسپیوں سے پُر ہے۔ دو سال ہوئے حکمران تبت دلائی لامہ مر گیا۔ اب اسی دن سے دلائی لامہ کی تلاش ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دلائی لامہ کی دریافت کیلئے وہ دلائی لامہ جو اس دنیا سے گزرا ہو رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے ان کے عقیدے کے مطابق آنجہانی دلائی لامہ کو ان کے نئے حکمران کا پتہ بتانا چاہئے تھا۔ لیکن چونکہ مرنے سے پیشتر وہ نہیں بتا سکا۔ اب ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس جھیل میں جو اس ملک کے ایک سرے پر واقع ہے جب منجمد ہو گا۔ تو آنجہانی دلائی لامہ کا چہرہ نظر آئے گا۔ اس کو ملک کے بڑے بوڑھے (لاما) دیکھیں گے اور اس طرح ان کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ نئے دلائی لامہ کو کہاں ڈھونڈیں۔

اگر دلائی لامہ کی گدی کے لئے ایسے بچے مل گئے جو بتلائی ہوئی تمام خصوصیتوں کو پورا کریں گے۔ تو گدی کے حقیقی وارث کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔ تمام امیدواروں کے نام لکھ کر ایک طلائی طشتری میں رکھے جائیں گے۔ اور مہامنتری لکڑی کے چمچے سے ایک پرزہ کاغذ اٹھائیگا۔ اور اس طرح جس بچے کا نام نکلے گا۔ وہی دلائی لامہ متصور ہو گا۔ اس بچے کو ایک محل میں لے جایا جائیگا جو صرف اسی مقصد کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور جہاں تمام دلائی لامہ رہتے ہیں۔ اس محل کو پوترا اور بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اس محل کا محافظ اس بچے کی غور و پرداخت کا کام اپنے ذمہ لے گا۔ اور اس بچہ کی اس طرح پرورش کرے گا جس طرح کہ کوئی ماں اپنے بچے کی کرتی ہے۔ وہی اس دلائی لامہ کا باپ تصور کیا جائیگا۔ اور وہی اس کی ماں۔ جب وہ بچہ بڑا ہو گا تو عجیب و غریب سلطنت کا مالک بنے گا۔

تبت کی آبادی

تبت کی آبادی تیس ۳۰ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پندرہ لاکھ مرد ہیں۔ اور ان پندرہ لاکھ مردوں سے پانچ لاکھ بھکشو ہیں۔ ان بھکشوؤں کے رہنے کے لئے جو مٹھ ہیں وہ بہت مضبوطی سے بنائے گئے ہیں۔ ہر ایک مٹھ ایک اچھا خاصہ قلعہ ہے۔ تبت میں تین ہزار مٹھ ہیں۔ ان میں رہنے والے بھکشو بہت ہی جفاکش اور تندمزاج ہوتے ہیں۔ تندمزاج ہونے کے علاوہ جنگجو بھی ہیں۔ دس منٹ لمبے بگل (جو جنگی بگل سمجھا جاتا ہے) کی آواز پر لوگ لبیک کہنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بگل اس وقت بجایا جاتا ہے جب خطرہ بہت زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ بھکشو لوگ شال اوڑھے رہتے ہیں۔ جب جنگی بگل بجتا ہے تو وہ ان شالوں کو دھوتی کی طرح باندھ کر کمربستہ ہو دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تبت میں یہ روایت چلی آتی ہے کہ جب یہ بھکشو اپنے شالوں کو کمر میں باندھ کر لڑائی پر آمادہ ہو جائیں تو دشمن کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ ان کے ساتھ صلح کرے۔ بلکہ بسا اوقات تو ایسا ہوا ہے۔ کہ جب کسی دشمن کو خبر پہنچتی ہے کہ بدھ بھکشوؤں نے جنگ پر کمر باندھ لی ہے۔ تو وہ مزید تاخیر کے بنا اور بھکشوؤں کی طرف سے حملہ کا انتظار کئے بغیر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اور جس طرح ہوتا ہے صلح کر لیتا ہے۔ اور جب جنگ ختم ہو جاتی ہے تو یہ بھکشو لوگ اپنے اپنے مٹھ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بناکر پھر ریاضت یا دیگر کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا زیادہ تر وقت تاریک اور بند مندروں میں گذارتے ہیں۔ جہاں مختلف قسم کی خوشبویات دن رات جلتی رہتی ہیں۔ ان مندروں میں چائے کے پیالے بڑی تعداد میں رکھے جاتے ہیں۔ مندروں میں چکر سے بھی بنے ہوتے ہیں۔ جن کو پرارتھنا کے وقت یہ لوگ پھراتے ہیں۔ یہ بھکشو لاکھوں کروڑوں بار "اوم منی پدم ہم" وغیرہ منتر کا جاپ کرتے اور چکر کو پھراتے رہتے ہیں۔ ان پجاریوں اور بھکشوؤں کی حقیقی معنوں میں تبت کے لوگوں پر حکومت ہے۔ اور عام تبتی بھی ان کے ڈر سے "اوم منی پدم ہم" کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ ان بھکشوؤں کے کہنے پر عام تبتی باشندے گاؤں میں جھونپڑوں کے اندر پرارتھنا کے ہی بڑے بڑے چکر بناتے ہیں۔ جو پانی کے زور سے چلتے ہیں۔ اور ان سے "اوم منی پدم ہم" کی آواز نکلتی رہتی ہے۔ اور کبھی بند نہیں ہوتی۔

تبت میں ساہوکارہ کام بھی یہی لامہ (بھکشو) لوگ کرتے ہیں۔ لوگوں کو تیس۳۰ فیصدی فی سال سود پر رقم قرض دیتے ہیں۔ اور ملک کی تمام تجارت ان کے پیسے سے ہی چل رہی ہے۔ مزید برآں جب کوئی آتی ہے۔ جو یہ بڑی بڑی رقمیں لے کر اپنی خدمات بھی سوداگروں کے حوالے کرتے ہیں

ظالمانہ طریق حکومت

لیکن ان تمام باتوں سے دلائی لامہ کو کیا فائدہ ہے دلائی لامہ کو تو ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر غور کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ کیونکہ وہ ان باتوں کے سمجھنے کے قابل بننے سے پہلے ہمیشہ کی نیند جا سوتا ہے۔ تبت میں دلائی لامہ بنانے اور اس کے ہاتھ حکومت کی باگ ڈور دینے کا طریقہ بظاہر کس قدر معصوم اور اچھا معلوم کیوں نہ ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ طریقہ نہایت ہی ظالمانہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دلائی لامہ کو اٹھارہ برس کا نہیں ہونے دیا جاتا۔ بلکہ اس سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ گو خفیہ طور پر۔ اور یہ اس لئے کہ دلائی لامہ کا جو سرپرست ہوتا ہے اس کا اقتدار اور زیادہ بنا رہے۔ جب نئے دلائی لامہ کے لئے بچہ ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔ اس کو شاہانہ طریق سے پالا جاتا ہے۔ اس کی غورو پرداخت کی جاتی ہے۔ اور اسے متبرک سمجھ کر اس کا مان کیا جاتا ہے۔ اور اس کو حاکم تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ بالغ نہیں ہوتا۔ کہ خفیہ طور پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس حکومت کا کیا فائدہ۔ جس میں جان ہی جوکھوں میں ہے۔

تبت کی گذشتہ سو سالہ تاریخ میں سوائے اس دلائی لامہ کے جو حال ہی میں مرا ہے کوئی دلائی لامہ سن بلوغ کو نہ پہنچ سکا۔ مرحوم دلائی لامہ نے بھی ایک چال چلی۔ اور بجائے دشمن کے قابو میں آنے کے اس نے دشمن پر قابو پا لیا۔ وہ اٹھارہ برس کا تھا مگر غضب کا ذہین۔ اس نے اپنے سرپرست کو ہی زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ مہریں وغیرہ دلائی لامہ نے اس سے پہلے ہی کسی بہانے سے لے لیں تھیں۔ اور جب وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر چکا تو اس نے شہنشاہ چین کے نمائندہ کو جو تبت میں ایک چینی وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا بڑی بھاری رشوت دی۔ تاکہ وہ ان تمام امور کے متعلق اپنی زبان بند رکھے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اور دلائی لامہ تمام معاملات حکومت پر غالب آگیا۔ وہ نہ صرف تبت کا حقیقی حکمران بنا تھا۔ بلکہ ان کا مقدس گورو بھی۔ اس دلائی لامہ کی تقدیس کے صدقے اس کے ناخن اس کے بال اور اس کے اوڑھے ہوئے کپڑے بطور تبرک اور طلسم بڑی بھاری قیمتوں کے عوض فروخت ہوئے غرضیکہ آنجہانی دلائی لامہ کا عہدِ حکومت ایک تاریخی بات ثابت ہوا۔

روس اور برطانیہ کی آنکھ

انیسویں صدی کے اخیر تک برطانیہ اور روس دونوں کی آنکھ تبت پر تھی۔ لیکن روسیوں نے ایک چالاکی سے اپنے پاؤں زیادہ مضبوطی سے جمانے شروع کر دیئے۔ دلائی لامہ کے دربار میں ایک روسی آیا۔ جس کا نام ڈورجیف تھا۔ اس نے ایک ایسا جھوٹ بولا کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس جھوٹ کی بدولت ہی اس نے دلائی لامہ کے دل کو تسخیر کر لیا۔ اس نے کہا کہ شہنشاہ روس اور اس کے باشندے اہل تبت کا مذہب اختیار کرنیوالے ہیں۔ اور اس طرح وہ دلائی لامہ کے روحانی اقتدار کے ماتحت آجائیں گے۔ اس پر دلائی لامہ بہت خوش ہوا۔ اور جب ڈورجیف نے سینٹ پیٹرس برگ سے واپس چند خلعتیں اور اسلحہ اس کی خدمت میں پیش کیا تو اس کی وفاداری اور سچائی پر شک کی گنجائش نہ رہی۔ اور دلائی لامہ اس کی طرف کھچنے لگا۔ یہی وجہ تھی کہ جب وائسرائے ہند کا ایک مراسلہ دلائی لامہ کو پہنچا۔ تو اس نے اسے کھولے بغیر واپس کر دیا۔ اس پر برطانوی حکومت کو خطرہ محسوس ہوا۔ نیز یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ کہیں روسی اقتدار کے ماتحت تبت کے رستے ہمیں نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے ۱۹۰۴ء میں ایک مسلح فوج صدر مقام تبت کو بھیجی گئی۔ اس فوج کو کافی کامیابی ہوئی۔ جس کی وجہ سے وہ نقشے تھے جو تبت کی سرزمین کے متعلق حکومت برطانیہ نے پہلے ہی سے حاصل کر لئے تھے

برہمنوں کی غداری

ان نقشوں کی کہانی بھی عجیب و غریب ہے۔ یہ ہندوستانی پنڈتوں (برہمنوں) نے تیار کئے تھے۔ یہ لوگ برطانوی حکومت کے پیدائشی جاسوس ہیں۔ وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تبت پہنچے۔ انہوں نے پجاریوں اور سوداگروں کے بھیس بدلے ہوئے تھے۔ جب وہ اکیلے ہوتے تھے تو اپنے کمپاس اور دیگر آلات وغیرہ نکال کر سروے کرنا شروع کر دیتے تھے۔ ان کے پاس پرارتھنا والے جو چکر تھے ان پر بھی کمپاسوں وغیرہ کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ اور ان کے پاس جو مالائیں تھیں وہ جریبوں کا کام دیتی تھیں۔ گویا تبت پر حملہ کے ذمہ دار بھی وہی ہندوستانی تھے جو ہمیشہ وطن سے غداری کرتے آئے ہیں۔

ان عجیب و غریب طریقوں سے ان برہمنوں نے نقشے تیار کئے۔ ان نقشوں کی امداد سے برطانوی مہم کو تبت میں کامیابی ہوئی۔ اور اس مہم کے بعد دیگر لوگ بھی تبت میں آنے جانے لگے۔ اور اس طرح سے دنیا کو تبت اور اہل تبت کے متعلق زیادہ کچھ معلوم ہونے لگا۔

دنیا کو معلوم ہے کہ اہل تبت کا گذارہ زیادہ تر یاک یا سراگائے کے گوشت یا چائے پر ہے۔ چائے کا استعمال اس ملک میں اس کثرت سے ہوتا ہے کہ شاید کسی اور ملک میں ہوتا ہو۔ تبت کے لوگ کہتے ہیں کہ مانس خوری کا اور تو کوئی خاص نقصان نہ ہو۔ لیکن قصائیوں کا جنم بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی مکتی ہوگی یا نہ۔ کیونکہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے فرمان کی خلاف ورزی کر کے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ یہ خیال ایک طبقہ کا ہے۔ دوسرے طبقہ کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ بدھ کے اصولوں کی خلاف ورزی کی سزا تمام ان لوگوں کو جو گوشت کھاتے ہیں بھگتنی پڑے گی۔ کسی ایک شخص یا چیدہ اشخاص کو نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چائے کے پچاس پیالے

لوگ چائے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ عام طور پر ایک شخص پچاس پیالے (عام) چائے کے روزانہ پیتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اسّی اسّی پیالے چڑھا جاتے ہیں۔ جس طرح یورپ میں بہت سے لوگ مسلسل سگریٹ پیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تبت میں کئی لوگ ایسے بھی ہیں جن کے منہ سے ہمیشہ چائے کا پیالہ لگا رہتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی پیاس چائے کے عام پیالوں سے نہیں بجھتی ان کے لئے خاص قسم کے کنڈال بنتے ہیں جن میں یہ لوگ چائے پیتے ہیں۔ کئی جگہ دیکھا گیا ہے کہ دس دس فٹ قطر کے کنڈال ہوتے ہیں۔ اور ان میں چائے اس طرح پی جاتی ہے جس طرح ہندوستان میں سائیں لوگ بھنگ چڑھاتے ہیں۔ اس قسم کے کنڈالوں میں بھکشو لوگ بھی چائے پیتے ہیں۔ مٹھوں کے نزدیک ان کنڈالوں اور پیالوں کے بنانے کے لئے بڑے بڑے کارخانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں ہزاروں پیالے اور کنڈال بنائے جاتے ہیں۔ چند سال ہوئے کہ ایک بھکشو ایک چائے کے بڑے سے بڑے کڑاہے میں گر پڑا تھا۔ اور اس طرح سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ تبت میں انڈے کھانے کا رواج بھی ہے مگر تبتی لوگ تازہ انڈے نہیں کھاتے۔ بلکہ ان کو عرصہ تک رہنے دیتے ہیں۔ اور جو انڈے زیادہ خراب ہو جاتے ہیں ان کو مزا لے کر کھاتے ہیں۔

تبت کے متمول لوگ اپنے پرانے انڈوں پر اس طرح ناز کرتے ہیں۔ جس طرح کسی زمانہ میں انگلستان کے نواب اپنی شکارگاہوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ تبت میں جو چائے بنائی جاتی ہے وہ اس طرح کی چائے نہیں ہوتی جو دیگر ممالک میں بنائی جاتی ہے۔ بلکہ اس میں مکھن ڈالا جاتا ہے۔ اور اس طرح کی چائے ہوتی ہے جس طرح کہ صابن کی جھاگ۔ تبت کے لوگ اسے مزے لے کر پیتے ہیں۔

تبت کے لوگ سخت ظالم ہیں۔ جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ خود بہت اذیت برداشت کر سکتے ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو ایذا دینے میں بالکل دریغ نہیں کرتے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ ایک زندہ انسان کو یاک کی تازہ کھال میں بند کر کے اوپر سے سی دیتے ہیں۔ اور پھر ایک طرف ڈال دیتے ہیں۔ دھوپ میں پڑی رہنے سے وہ کھال چند دن میں سوکھ جاتی ہے۔ اور جو آدمی اس میں بند ہوتا ہے وہ جاں بحق ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہوئی دوسروں کو ایذا پہنچانے کی بات۔ مگر جو اذیت وہ خود برداشت کرتے ہیں اس کو دیکھ کر غیر ملکی حیران رہ جاتے ہیں۔

۶۹ برس زندہ دفن رہا

بھکشوؤں کا تصور کردہ جور رضاکارانہ طور پر زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اور برسوں تک زندہ درگور رہتے ہیں۔ مشہور سیاح سون ہیڈن نے اپنے سفرنامے میں ایک بھکشو کا حال لکھا ہے۔ جس کو اس نے اپنی آنکھوں ایک جگہ زندہ دفن دیکھا تھا۔ وہ بھکشو تین سال تک ایک سمادھ میں بند رہا۔ ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس سے اسے روزانہ کھانا دیا جاتا تھا۔ ہر چھٹے روز کچھ چائے اور آگ جلانے کیلئے تھوڑی سی لکڑیاں بھی دے دی جاتی تھیں۔ بھکشو کے پاس صرف ایک پرانا کا چکر اور ایک متبرک کتاب تھی۔ جس کو وہ ایک مدھم سے دیئے کی روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ وہ اس سوراخ میں سے جس کے ذریعے اسے کھانا وغیرہ دیا جاتا تھا بالکل نہیں بولتا تھا۔ اور دیواریں اتنی موٹی تھیں کہ ان سے آواز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ ان زندہ درگور بھکشوؤں کے لئے الگ مٹھ بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کا درجہ خاص مانا جاتا ہے۔ جب کوئی نوجوان بھکشو بننے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ تو اسے پہلے چھ ماہ کے لئے اس قسم کی بنی ہوئی سمادھوں میں زندہ دفن ہونا پڑتا ہے۔ ایک پہاڑی کے دامن میں بیس اس قسم کے مٹھ ہیں جن میں کئی کئی سمادھیں بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک سمادھ میں صرف چھ انچ مربع سوراخ ہوتا ہے۔ جس سے ان بھکشوؤں کو ضروریات زندگی پہنچائی جاتی ہیں۔ جب کوئی سیاح وہاں جاتا ہے۔ اور یہ جاننا چاہتا ہے۔ کہ آیا فی الواقع فلاں سمادھ میں کوئی بھکشو دفن ہے۔ تو اس کا ہمراہی جو اس کی رہنمائی کے لئے ساتھ ہوتا ہے۔ سمادھ کے دروازے کے نزدیک دستک دیتا ہے۔ جس پر کوئی بیس سیکنڈ کے بعد ایک ہاتھ کانپتا اور لرزتا ہوا باہر آتا ہے۔ اور ادھر ادھر ٹٹولتا ہے۔ مگر اپنے لئے خوراک وغیرہ کوئی چیز نہ پاکر مایوسی سے اندر چلا جاتا ہے۔ ان سمادھوں کو مسرور یا فنگا ہیں کہتے ہیں۔ ان زندہ درگور بھکشوؤں میں کچھ ایسے بھی پائے گئے جو بارہ برس کی عمر میں ہی دفن کئے گئے تھے۔ جبکہ ان بیچاروں کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ زندگی کس چیز کا نام ہے۔ بہت سے بھکشو ان ریاضت گاہوں میں چالیس چالیس برس پڑے رہتے ہیں۔ ایک تو ۶۹ برس تک زندہ دفن رہا۔ اور مرنے سے پہلے اس نے خواہش ظاہر کی کہ میں باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ اور مرنے سے پہلے دھوپ اور سورج کا درشن کرنا چاہتا ہوں۔ جب اسے باہر نکالا گیا۔ تو اس کی آنکھیں تقریباً تقریباً بند ہو چکی تھیں۔ ان میں بینائی مفقود تھی۔ وہ خود ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ جس پر جھلی کی طرح خشک کھال منڈھی ہوئی نظر آتی تھی۔ جونہی اسے دھوپ میں لایا گیا۔ اس نے دم توڑ دیا۔

قتل کا جرمانہ چائے کی اینٹیں

عام تبتیوں کی پرائیویٹ زندگی بھی عجیب و غریب ہوتی ہے کنبے کا کنبہ متحدہ مشترکہ رہتا ہے۔ ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ جائیداد مشترکہ ہوتی ہے۔ یہانتک کہ بیویاں بھی مشترکہ ہوتی ہیں۔ اگر ایک گھر میں چار بھائی ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی بیوی تمام کی بیوی متصور ہوتی ہے۔ اور اگر خاندان کا دوسرا بھائی شادی کر لیتا ہے۔ تو دوسری اور اسی طرح تیسری بیوی بھی سب کی مشترکہ ہوگی۔ نہ تو ان لوگوں میں صفائی کی عادت ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک اخلاق کچھ چیز ہیں۔

تبت کے اندر انسانی قتل کوئی حیثیت نہیں رکھتا چائے کی اینٹیں بہت کام کر دیتی ہیں۔ اعلیٰ طبقہ کے انسان کی جان لے لینے کا جرمانہ صرف ۱۲۰ چائے کی اینٹیں ہیں۔ متوسط طبقہ کے انسان کا قتل اسّی اینٹوں کے بدلے معاف ہو سکتا ہے۔ عورت کے قتل کا بدلہ اسّی اینٹوں سے چکایا جا سکتا ہے۔ اور مزدور اور گداگر کی جان کی قیمت صرف تین چار چائے کی اینٹیں ہیں۔ لیکن اس عجیب و غریب سرزمین میں عورت کا درجہ بہت اونچا ہے۔ وہ گھر بھر کی حکمران قرار دی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(صفحہ ۸ کا بقیہ مضمون)

اس کے میرے دل پر مسلمانانِ نیپولی کی دلنوازیوں کا وہ نقش موجود ہے جو ان کو اسلام کی تعلیم نے دیا ہے۔ ان کی اخوت دنیا میں اپنی آپ نظیر ہے۔ انہوں نے اپنی اخوت سے ہمارا کتنا شاندار استقبال کیا ہے۔ ان کی اس اسلامی تعلیم کا میرے دل پر گہرا اثر ہے۔ جس کو میں کسی وقت بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ لیکن اونچی ذات کے ہندوؤں کا سلوک اور طرزِ عمل دیکھو کہ وہ ہم کو کیا سمجھ رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہر ذلیل شخص دوسروں کو ذلیل سمجھتا ہے۔ یہی حال ہندوؤں کی اونچی ذات کا ہے۔

بھائیو! ہولی قریب آرہی ہے۔ اس کے متعلق میں آپ لوگوں سے پُر زور طریقہ پر کہنا چاہتا ہوں کہ اس ہولی میں آپ لوگ ایندھن اور اپلے کی بجائے . . . . سے ہولی جلاؤ۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہولی میں ہو ہو ہو آ آ آ کرنے کی بجائے ہندو اونچی ذات کے برخلاف نعرے لگاؤ۔ اور دنیا کو دکھا دو۔ کہ ہم نے اس مذہب کو ترک کر دیا ہے۔

بھائیو! اب میں تم سے خاص طور پر ایک اپیل کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ لوگ دوسرا دھرم اختیار کرنے تک میرے اخبار کو اپنی دھرمی کتاب سمجھو۔ اور اس کو پڑھو اور اپنے بھائیوں کو پڑھ کر سناؤ۔ امید ہے کہ آپ اس پر سختی سے کاربند ہونگے اس کے بعد آپ نے مسلسل تالیوں میں تقریر ختم فرمائی۔ آپ کے بعد چند مقررین نے پرجوش تقریریں فرمائیں۔

ایک اچھوت مقرر کی تقریر

ایک اچھوت نے اونچی ذات کے ہندوؤں کی مذمت کرتے ہوئے ہندو دھرم کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔

اثنائے تقریر میں مقرر نے فرمایا کہ میں ایک اچھوت قوم کے گھر میں پیدا ہوا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے، ایک مسلمان کے گھر میں مروں مقرر نے کامل آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جلسہ میں مسلمانوں نے ایک مرہٹی اشتہار ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا جس میں اخوت اسلام اور توحید اسلام کے متعلق مضمون تحریر کیا گیا تھا۔

جلسہ برخاست ہونیکے بعد اچھوت قوم نے مسلمانوں کے ہاتھ کا پکا ہوا اکھٹا کھانا کھایا۔ یہ منظر بھی عجیب اتحاد افروز تھا۔ کہ مسلمان کھانا نکال نکال کر دے رہے تھے۔ اور اچھوت قوم کے رہنما عوام کو کھانا کھلا رہے تھے۔ غرض یہ دلنواز منظر بھی ختم ہوا۔ اور رہنمایانِ ملت اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو گئے

عدالتِ عالیہ کلکتہ کا ایک اہم فیصلہ اور مسئلۂ خلع

قانون دان طبقہ کی رائے

اسلامیانِ ہند کی بدقسمتی سے قانون دان طبقہ کی اب تک یہ رائے ہے کہ شرع اسلام میں عورت کو سوائے دو وجوہات کے جن کے ذکر کرنیکی اس جگہ ضرورت نہیں۔ لیکن جن کی موجودگی اگر ممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ اور کسی بنا پر خلع حاصل کرنیکا حق نہیں ہے۔ یہ اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ بعض عورتوں کو وکلاء کے مشورہ پر ارتداد کا شرمناک ڈھونگ رچانا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے خاوندوں سے رہائی حاصل کریں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ برطانوی ہند کی عدالتوں میں ہر سال قریباً ۵۰۰ مقدمات ایسے ہوتے ہیں جن میں ارتداد کی آڑ میں بیویاں اپنے خاوندوں سے علیحدگی اختیار کرتی ہیں۔

مجلس آئین ساز سے خلع کا قانون منوانے میں قباحت

اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے بعض سیاسی حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ آئین ساز مجلس ہند سے ایسا قانون نافذ کرا دیا جائے جس سے عورت کو خلع کا حق حاصل ہو جائے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ جاہل پیر اور علماء سو ر مداخلت فی الدین کے آوازے کس کر عوام الناس کو اشتعال دلائیں گے۔ دوسرے غیر مسلم اصحاب یہ گمان کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ غالباً باقی مذاہب کے معتقدوں کی طرح اہل اسلام کو بھی اپنے دین میں کوئی نقص یا کمی محسوس ہوئی ہے۔ جس کو دور کرنے کے لئے اب نیا قانون وضع کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب ایسے قانون کے وضع کرانیکی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ سرکردہ قانون دان فاضل مصنف و بلند پایہ فقہا اور قابل جج جنہوں نے فقہ محمدی کی مشہور کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس رائے کا بڑے وثوق سے اظہار کر رہے ہیں کہ شرع محمدیؐ کی رو سے مسلم عورت کئی ایک وجوہات کی بنا پر خلع حاصل کر سکتی ہے۔ اور بعض غیر مسلم مصنفوں کی رائے کہ خلع کا حق قریباً نہ ہونے کے برابر ہے کمی علم پر مبنی ہے

ایک لطیف اور اہم فیصلہ

چنانچہ حال میں عدالت عالیہ کلکتہ نے حق خلع کے متعلق ایک لطیف اور اہم فیصلہ صادر کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اب قانون دان اصحاب مظلوم بیویوں کو ارتداد کا شرمناک گُر بتلانے سے احتراز کریں گے اور اس فیصلہ سے جو برطانوی ہند کی عالی رتبہ عدالت نے صادر کیا ہے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے۔

یہ فیصلہ ۵۲ آل انڈیا رپورٹرز کلکتہ سیریز صفحہ ۱۰۸۸ پر شائع ہوا۔

فیصلہ جسٹس مسٹر۔ جو سوال اس اپیل نے اٹھایا ہے وہ خاص اہمیت کا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹ اس مقدمہ میں جو شریمتی کلمان بی بی مدعیہ مسئول علیہ نے اپنے نکاح ہمراہ اپیلانٹ کے تنسیخ کے متعلق کیا مدعا علیہ تھا۔ وجوہات جن پر درخواست کا انحصار کیا گیا تھا یہ ہیں۔ (۱) برے سلوک اور مار پیٹ کرتے رہنے کے بعد آخر کار اس کو گھر سے نکال دیا گیا۔ یعنی ظلم (۲) گھر سے نکال دینے کے بعد خاوند نے اس کو واپس لانے میں اور گزارہ کا بندوبست کرنے میں کوتاہی کی۔ یہ دو وجوہات ہیں جن کی بنا پر اس دعوٰی کی بنیاد رکھی گئی۔

جواب یہ تھا کہ تنسیخ نکاح کی درخواست شرع محمدیؐ اور رواج کی رو سے قابل پذیرائی نہیں۔ مزید برآں دعوٰی کی تردید میں ظلم کرنے کے الزام سے انکار کیا گیا۔ مدعا علیہ کی طرف سے اصل معاملہ یہ تبلایا گیا کہ اس کا خسر دیگر اشخاص کے ناجائز اثر کے ماتحت ہے۔ ان میں سے ایک شخص کے ساتھ وہ اپنی دختر کے رشتہ کے متعلق عہد و پیمان کر رہا ہے۔ لہٰذا مدعیہ کو اس کے باپ نے اپنے گھر میں روک رکھا ہے علاوہ ازیں تردید دعوٰی میں کہا گیا۔ کہ مدعا علیہ مدعیہ کو خانہ خود میں آباد رکھنے اور گذارہ دینے کو تیار ہے۔ فریقین کی شہادت لینے کے بعد فاضل ڈسٹرکٹ جج مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچا ہے۔

(۱) ہمیشہ کے ظلم اور زدوکوب کے باعث زوجہ مذکور کو مجبوراً مدعا علیہ کا گھر ترک کرنا پڑا۔

(۲) مدعا علیہ نے اس کے گذارہ کا بندوبست نہیں کیا تھا پس اس نے مدعیہ کو ڈگری دی ہے۔ لہٰذا یہ اپیل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسٹر چکرابرتی کی بحث

اپیل میں مسٹر چکرابرتی نے یہ بحث کی ہے کہ خاوند کی علیحدگی اور ظلم کی بنا پر اس محمڈن لار کے تحت جس کا ہندوستان میں نفاذ کیا جاتا ہے۔ نکاح فسخ نہیں کیا جاسکتا۔ مزید برآں یہ اصرار کیا گیا ہے کہ اگر ظلم کافی وجہ تنسیخ نکاح ہو تو ظلم اس قسم کا ہونا چاہیئے۔ جس کو قانون ظلم قرار دے۔ جس قسم کا ظلم اس مقدمہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ وہ علیحدگی جس کو شرع محمدیؐ تسلیم کرتی ہے عمل میں نہیں آئی۔ اگلی وجہ یہ ہے کہ خاوند کی پیشکش پر غور نہیں کیا گیا۔ اس لئے ڈگری شرع محمدیؐ کے احکامات کے خلاف ہے۔ مسٹر چکرابرتی یہ عذر بھی اٹھانا چاہتے ہیں کہ فاضل ڈسٹرکٹ جج کو بحیثیت عدالت ابتدائی درخواست کی سماعت کا اختیار حاصل نہ تھا ہم اس اپیل کے حالات کے ماتحت یہ درست نہیں سمجھتے کہ اس نکتہ کو پہلی دفعہ اپیل ہذا میں اٹھانے کی اجازت دی جائے۔ یہ سچ ہے کہ یہ قانونی عذر ہے اور ڈسٹرکٹ جج کے اختیار سماعت کا سوال ہے۔ اور معاملہ کی بنیاد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ تاہم عدالت ہائے اپیل کو ان امور کی سماعت جن کی ماتحت عدالت میں جانچ پڑتال نہ ہوئی ہو حتی الوسع کم کرنی چاہیئے۔ اس معاملہ کے متعلق اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

آیا ظلم یا علیحدگی تنسیخ نکاح کے دعویٰ کی وجہ بن سکتی ہے

اصل بات ہمارے غور طلب یہ ہے کہ شرع محمدیؐ کی کتابوں کے بعض اصل مضمونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ آیا ظلم یا علیحدگی بیوی کے تنسیخ نکاح کے دعوی کی وجہ بن سکتے ہیں۔ اپیلانٹ کی طرف سے یہ بحث کی گئی ہے کہ وہ وجوہات جن کی بنا پر تنسیخ کی اجازت دی جاسکتی ہے ان کا سر ڈین شاہ ایف ملّا نے اپنی کتاب "پرنسپلز آف محمڈن لار" طبع دوم کے صفحہ ۲۰۹ پر ذکر کیا ہے۔

"خاوند میں قوتِ رجولیت کا فقدان ایسی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ بیوی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ طلاق حاصل کرنیکا دعویٰ کرے"۔

آرٹیکل ۲۱۱ میں فاضل مصنف بیان کرتا ہے "بیوی اور کسی بنا پر عدالتی طلاق حاصل نہیں کر سکتی۔ مثلاً خاوند کی ازدواجی بے وفائی یا عدم طاقت پرورش یا ظلم"۔

قانون کے اس مسئلہ کے متعلق کہ پرورش کرنے کی طاقت نہ رکھنا بیوی کے تنسیخ نکاح کے دعویٰ کی بنا نہیں ہو سکتی۔ فاضل مصنف "بیلیز ڈائی جیسٹ آف محمڈن لاء" طبع ثانی صفحہ ۱۰۷ کی ایک عبارت کا حوالہ دیتا ہے۔ عبارت یہ ہے

" ایک آدمی اپنی بیوی سے اس بنا پر علیحدہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں اس کے کفیل ہونے کی طاقت نہیں ہے لیکن جج کو یہ اختیار ہے کہ بیوی کو یہ ہدایت کرے کہ اپنے گذارہ کے لئے خاوند کی ذمہ واری پر قرضہ برداشت کرے۔ اولاً اگر جج ان کی جدائی کی ڈگری صادر کرے وجہ آگے بیان کی جاچکی ہے۔ کہ خاوند کا بیوی کے گزارہ کی طاقت نہ رکھنا فریقین کو جدا کرنے کا کافی سبب نہیں ہے"

لیکن بموجب دریافتہ فاضل جج اس مقدمہ میں کچھ مزید امر پایا جاتا ہے۔ محض گذارہ دینے کی طاقت کا سوال نہیں ہے

فاضل جج کی تحقیق

فاضل جج کی تحقیقات۔ اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

" مدعا علیہ عام طور پر مدعیہ سے بدسلوکی سے پیش آتا رہا ہے۔ اور جسمانی ظلم روا رکھتا رہا ہے۔ بالآخر چار سال ہوئے (باوجودیکہ اس وقت وہ حاملہ تھی) سخت زدوکوب کے ماتحت اس کو گھر سے نکال دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اس کو واپس لانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور نہ گذارہ کا بندوبست کیا ہے۔

ان واقعات کے دریافت پر علیحدگی ثابت ہے۔ اس طرف علیحدگی کے ساتھ ظلم جمع ہے (یہ مدعیہ کے گواہان کے بیانات سے جن کو باور نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ظاہر ہے) ہم خیال کرتے ہیں کہ اس نظریہ کے مطابق جو مسلم فقہا متاخرین کا ہے مدعیہ کو بنا ر دعویٰ حاصل ہے سید امیر علی کی محمڈن لا، جلد دوئم صفحہ ۵۲۰ پر فاضل مصنف وہ وجوہات دیتا ہے جن کی بنا پر ایک بیوی خلع کی حقدار ہوتی ہے۔ وہ یہ کہتا ہے۔

خلع کی وجوہات

ایک بیوی ازاں جملہ مندرجہ ذیل وجوہات کے بنا پر خلع حاصل کر سکتی ہے۔ اس کی دسویں وجہ یہ ہے "جب وہ (خاوند) اس (بیوی) کے ساتھ عام طور پر ظالمانہ سلوک کرے۔ یا جب خاوند بیوی کو زدوکوب کرنے یا جسمانی ضرب پہنچانے یا دھمکی دینے کا عادی ہو حنفیوں کے نظریہ کے مطابق خاوند میں گذارہ دینے کی طاقت نہ ہونا ایسی وجہ نہیں ہے کہ بیوی خلع کا مطالبہ کر سکے۔ جب خاوند کے پاس ذرائع موجود ہوں۔ اور وہ اپنا اور اپنی بیوی کا گذارہ کا بندوبست کر سکے۔ اور دیدہ دانستہ ایسا کرنے سے انکار کر دے۔ اور بیوی سے بے اعتنائی ظاہر کرے۔ تو صرف اس صورت میں وہ خلع طلب کرنے کی حقدار ہوتی ہے۔ قاضی یا جج کو اختیار ہے کہ یہ انکار یا بے اعتنائی دیدہ دانستہ اور ناواجب ہو تو خلع کو منظور کرے۔

ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ سید امیر علی کی کتاب کے اس اظہار قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے دعویٰ مدعیہ منظور کیا جاسکتا ہے۔ جب ڈسٹرکٹ جج کو معلوم ہو گیا کہ بیوی کی پرورش کرنے سے عمداً تغافل اور ظلم ہوا ہے۔ تو اس کا اختیار تھا کہ دعویٰ منظور کرتا۔ اس نظریہ کی تائید اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس کا حوالہ مسٹر ولسن نے اپنی مشہور و معروف کتاب اینگلو محمڈن لار میں دیا ہے۔ وہ عبارت بیلیز ڈائی جیسٹ اوف محمڈن لار طبع ثانی صفحہ ۲۰۶ سے اخذ کی گئی ہے۔ فاضل مصنف یہ کہتا ہے۔

"جب شادی شدہ فریقین میں اختلاف ہو۔ اور وہ اس بات سے ڈریں کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے یا بالفاظ دیگر وہ ان فرائض کو ادا نہیں کر سکیں گے جو ازدواجی رشتہ کی وجہ سے ان پر عاید ہوتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت خاوند کو کچھ مال فدیہ میں دے۔ جس کے بدل میں خاوند نے اس کو خلع دینا ہے۔ اور جب وہ یہ کرلیں تو قطعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور عورت جائیداد دینے کی ذمہ وار ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کراہت خاوند کی طرف سے ہو تو اس کے لئے خلع کے بدل میں اس (عورت) سے کچھ لینا جائز نہیں ہے"۔

مسٹر ولسن کی رائے

" ان جملوں کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر ولسن اپنی کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اینگلو محمڈن لا طبع ششم صفحہ ۱۵۴ میں یہ لکھا ہے۔

جہانتک خاوند کے ظلم یا بدکاری کی وجہ سے بذریعہ عدالت خلع حاصل کرنے کا تعلق ہے "ہدایہ" اور فتاویٰ عالمگیری خاموش ہیں۔ سوائے اس کے کھینچ تان کر یا ایک واحد اظہار بیان کا مطلب سمجھا جاوے جو مؤخر الذکر کے اس انتخاب میں آیا ہے۔ جس کا بیلی نے یوں ترجمہ کیا ہے طبع ۱۹۰۰ء ۳۰۳ اس پر وہ اس عبارت کا حوالہ دیتا ہے جس ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں وہ حوالہ نقل کرنے کے بعد فاضل مصنف یوں فرماتا ہے

"اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ قاضی کا فرض یا اختیار ہے کہ بیوی کے مطالبہ پر خاوند کو مجبور کرے کہ وہ اس کو خلع دے۔ تو لازمی طور پر اس کے آگے فرض کرنا پڑتا ہے۔

(۱) کہ وہ ایسی ڈگری محض نہ مٹنے والے اختلافات یا ناموافقت پر دے سکتا ہے۔ خواہ حقیقی ظلم یا عقد کا نہ ٹوٹنا پایا جاتا ہو۔

(۲) کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق رقم مقرر کر سکتا ہے۔ جس کے بدل میں عورت اپنی آزادی خرید سکتی ہے۔ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو طلاق کے معاملہ میں ایک حد تک عورت کی حیثیت مرد کی حیثیت کے مشابہ ہو جائیگی۔ لیکن یہ نکتہ عدالتی فیصلہ کے لئے پہلے کبھی اس طرز میں پیش نہیں ہوا۔

اس کے بعد فاضل مصنف یہ ما کے ایک مقدمہ یعنی خلیل الرحمٰن بنام میراں بی بی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں وہ شرائط جن کی بناء پر خلع حاصل کیا جا سکتا ہے بہت وسیع ظاہر کی گئی ہیں۔ جن میں ظلم کا معمول کے طور پر روا رکھنا اور شاید علیحدگی اور بے اعتنائی شامل ہیں۔

اپیل خارج

مسلم فقہاء متاخرین (جن میں سید امیر علی شامل ہیں) کے نظریہ اور اس رائے کو جس کا بیلیز ڈائی جسٹ آف محمڈن لا کے صفحہ ۱۰۶ طبع ثانی پر اظہار کیا گیا ہے مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ واجب خیال کرتے ہیں کہ یہ قرار دیں۔ کہ اگر ظلم کے ساتھ علیحدگی شامل ہو جائے جیسا کہ موجودہ صورت میں ہوا ہے۔ تو بیوی کی استدعا پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ چل سکتا ہے۔

لہٰذا ہم خیال کرتے ہیں کہ اپیل کو خارج کرنا ضروری ہے۔

جسٹس ہیرسن میں متفق ہوں

(ماخوذ)

قابل توجہ امراء جماعت و پریذیڈنٹ و سیکرٹری وصایا

موصیوں کے تقویٰ و طہارت کے متعلق وقتاً فوقتاً دفتر ہذا میں اطلاع دیتے رہیں۔ تاکہ دفتر ہذا تازہ حالات سے مطلع رہے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اقوال زریں

(۱) سچائی کو خواہ کتنی بھی بے دردی سے کیوں نہ کچل دیا جائے وہ پھر زندہ ہو جائیگی۔ اور اپنی زندگی کا یقین دلا کر رہے گی۔

(۲) پانی اونچی جگہ نہیں ٹھہر سکتا وہ نیچے ہی ٹھہرتا ہے اس لئے جو نیچا ہوتا ہے وہ پانی نکال کر پی لیتا ہے۔ لیکن اونچے کو پیاسا ہی لوٹ جانا پڑتا ہے۔

(۳) غصہ انسان کا بڑا دشمن ہے۔ اور لالچ لا علاج بیماری ہے۔ تمام جانداروں کے مفاد کو مدنظر رکھنا شرافت ہے اور بیرحمی بدی ہے۔

(۴) بُری صحبت متعدی امراض کی طرح اپنا خطرناک اثر کرتی ہے۔

(۵) خدا کی مہربانی کے بغیر سچا اور خیر خواہ دوست ملنا ناممکن ہے۔

(۶) دنیا صلح اور آشتی کی زندگی بسر کرنے والوں کے لئے جنت ہے۔

(۷) زندگی کے لئے دوستی جزو اعظم ہے۔ اگر تم خود دوستی کے اہل نہیں ہو۔ تو اپنے دوستوں کو الزام دینا بیکار ہے۔

(۸) نوجوان جیسا بننا چاہے ویسا ہی بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ عہد کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہے

(۹) ہم اپنی قسمت کے خود مالک ہیں۔ جس طرح چاہیں اپنی قسمت کو ڈھال سکتے ہیں۔

ایک عجیب چمتکار
میٹھا پھل رجسٹرڈ یعنی نعمت عظمیٰ

اس کے کھانے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ لڑکی پیدا ہو تو دام واپس قیمت دس روپے ۱۰ کسی تصدیق کی ضرورت نہیں صرف یہی لکھنا کافی ہے کہ لڑکی ہوئی ہے قیمت واپس کر دیجائیگی۔ ہزاروں بار تجربہ کی جا چکی ہے آپ بھی نوٹ کر لیں۔ بوقت ضرورت طلب فرماویں۔ یقیناً پرماتما چاند سا بیٹا عطا فرماوے گا۔

ایک تازہ رائے
جناب منیجر صاحب ۱ ماہ اپریل میں جو ادویات منگائی تھیں ان میں سے ایک دوائی میٹھا پھل بھی تھا۔ جو کہ بندہ نے خاص طور پر ایشور پر بھروسہ رکھ کر منگائی تھی۔ سو آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہوں کہ ایشور نے بندہ کے گھر میں لڑکا عنایت کیا جو کہ خوش و خرم اور صحت آور اور خوبصورت ہے۔ پہلے بندہ کے ہاں پانچ لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ایشور نے پنڈت جی کو خاص دماغ عطا کیا ہے کہ انسانوں کا بھلا کریں۔
(دیوک) ایم۔ ٹھاکر۔ سکھر

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ :- امرت دھارا ۵۳ لاہور
175
المشتہر
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم۔اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا ہے وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمند وں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقفیت ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلا شبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیۃً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم توحید سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی اور بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے۔ تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں آتا۔ میرا سب کی خدمت میں یہ مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ اگر دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو۔ اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سن کر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ "اللہ اکبر" کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ آخیر تک اذان سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر اس قدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا۔ اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو انکی نافہمی پر مجھے رونا آیا۔ ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں بارگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

میری دیرینہ تمنا بر آئی

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گوردوارہ سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ لیکن بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا جس سے میری دیرینہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ کا گٹکا پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں۔ اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہدیں۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی۔ اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تو گلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ہوں گے۔ جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر انکی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹ ماسٹر

خان پور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا۔ چند روز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ بین (open fact) بین حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے ایڈیشن (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین!"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹھہ چھینہ۔ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستکوں (کتابوں) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی ایم رحیم یار خان

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی بھاشا سے ناواقف ہونیکی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر

سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی

راجہ جنگ ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو انیت (نہایت ہی) دیالو (رحمن) اور کرپالو (رحیم) ہے۔ دو سرا کیا دیگا؟ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔"

جناب سردار نہال سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اسکے مطالعہ سے انسان کے دل پر روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۳۶ء کے انک میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے ساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کیساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ اچھی عام فہم اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" نور۔ ایک اشد ترین مخالف کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپیہ ہے یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸۔ کاغذ عمدہ۔ چھپائی نہایت نفیس۔ جلد سنہری۔ مگر کی لاگت پانچ روپیہ۔ تبلیغی نقطہ خیال سے بدلے نام ہدیہ دو روپیہ محصولڈاک ۸ آنہ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلدی درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ ہاتھ نہ آئیگا۔

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد۔ اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رحمت خاں انسپکٹر ٹیکس کوٹ ڈاکخانہ نومن ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے۔ مثلاً فالج پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہوگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں!!"

دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے۔ کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ وغیرہ جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (۲/۸) محصول ڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہوگئے ہیں۔ اب وہ غرباء میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیں خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عـــ۲۰) علاوہ محصول ڈاک

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا!

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب خاکی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لوکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر ۵۴ سال۔ سے متجاوز ہو چکی تھی اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی جیسے اٹھارہ (۱۸) سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے!

تریاقِ اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں۔ اسکے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اسکے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے ناسور جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر قصہ کوتاہ۔ تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایرایر آبز روبیر ہی آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اس کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں۔ جس میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں گے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہٰذا بدیں خط ہٰذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دُور کرکے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکا تا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنیکو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایکماہ کی خوراک جسمیں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچروپے علاوہ محصولڈاک

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردِ شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ تر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ اور ذہن کو تقویت پہنچاتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت صرف ۲ روپے علاوہ محصولڈاک

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپے علاوہ محصولڈاک

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں بہت جلد انشاءاللہ اس بلا سے نجات دلاویں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنیکے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

بیس ۲۰ سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گمھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس ۲۰ سال کے امراض احتلام۔ جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے۔ حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا۔ پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو انشاءاللہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جسطرح "لاحول" سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ۔

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنہ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ
خریدنے والوں سے بجائے
عہ کے صرف ۸/عہ

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ
خریدنے والوں سے بجائے
عہ کے صرف ۸/عہ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقاید کی بزور تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقاید کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخوذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے بانی کی جگہ انہوں نے اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ ۱۲ آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف ۵/ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ۲ ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کا اگر مضبوط و قدرتی اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے قیمت صرف آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر پنڈت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک۔ زمیندار سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں اسکا ترجمہ کیا اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم کی قیمت صرف ایک آنہ

گورو کی بانی (گورمکھی میں) قیمت 〃 〃 〃

یہ آٹھ کتب کا سٹ جسکی قیمت عہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے صرف ۸/عہ محصول ڈاک ۲/

ملنے کا پتہ:- مینجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)